عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۲ | ۲۴ر صفر تا ۳ر ربیع الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ر جنوری ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲

سفارتی بابوؤں کی قادیانیت نوازی

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں

ذاتی مفاد پر ملی مفاد کو ترجیح

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مسجد کے فنڈ میں کسی ایک ممبر کا تصرف

محمد عبداللہ، کراچی

س:...... کیا مسجد کمیٹی کے کسی ایک فرد کا امورِ مسجد میں تنہا تصرف درست ہے؟ اور کیا مسجد کا مشترکہ فنڈ بغیر کسی کے مشورے کے اپنی مرضی سے خرچ کرنا درست ہے؟

ج:...... مسجد کے مشترکہ فنڈ یا امور میں شخص واحد نے جو تصرف کیا ہے، اگر کمیٹی کے دیگر ارکان کو اس پر اطمینان ہو اور وہ امور واقعتاً مسجد کی ضرورت ہوں تب تو اس کے کئے ہوئے تصرفات درست ہیں، لیکن آئندہ پھر بھی اس پر لازم اور ضروری ہوگا کہ وہ مسجد کا کوئی بھی ضروری غیر ضروری کام کمیٹی کے دیگر اراکین کے مشورہ کے بغیر نہ کریں، لیکن اگر ان کے کئے گئے تصرفات سے کمیٹی کے دیگر اراکین مطمئن نہ ہوں اور آئندہ کے لئے ان کے تنہا تصرف کرنے سے مسجد میں اختلاف و انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ان کے لئے اکیلا کسی بھی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں، کمیٹی بنانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ مسجد کے جملہ امور تمام ارکان کے باہمی مشاورت سے ہوں، اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ کمیٹی کے اصول کی پابندی کرتے ہوئے تنہا کوئی تصرف نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مرحوم کے ترکہ کی تقسیم

عزیز الرحمٰن، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ان کے ورثاء میں ہم چھ بہنیں، ہماری والدہ اور ایک تایا اور ایک پھوپھی ہیں۔ والد صاحب نے اٹھائیس لاکھ کی رقم ترکے میں چھوڑی ہے۔ شریعت کے مطابق اس کو کس طرح تقسیم کریں؟

ج:...... سب سے پہلے مرحوم کے ترکہ میں سے تکفین و تدفین کے اخراجات نکالے جائیں، اس کے بعد اگر میت کے ذمہ کوئی قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے، پھر باقی ترکہ کو شریعت کے مطابق ایک سو چوالیس حصوں میں تقسیم کیا جائے، جس میں ۱۸ حصے بیوہ کے اور ۱۶، ۱۶ حصے ہر ایک بیٹی کے اور ۲۰ حصے مرحوم کے بھائی کے اور ۱۰ حصے مرحوم کی بہن کو ملیں گے۔

تین مرتبہ طلاق کے الفاظ تحریر کرنا

محمد عمران عارف، کراچی

س:...... میں اپنے گھر جا رہا تھا، میری بیوی نے کہا: گھر مت جاؤ، اگر جا رہے ہو تو مجھے طلاق دے دو۔ اس نے کاغذ پر لکھ کر کہا کہ مجھے طلاق دے دو، میں نے کہا: سوچ لو، پھر میں نے کاغذ پر تین بار طلاق لکھ دیا، میں غصے میں تھا میں اس کی کاپی بھی لگا رہا ہوں۔

ج:...... صورتِ مسئولہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو چونکہ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ تحریر کئے ہیں، جیسا کہ منسلکہ تحریر سے واضح ہے۔ اس لئے اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور وہ حرمتِ مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب دونوں کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

سید ارشاد حسین، کراچی

س:...... کیا فوت شدہ لوگوں کے بخشنے کے لئے تلاوت قرآن کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بھجوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:...... جی ہاں مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشنا اور ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔

☆☆............☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۲ ۲۴ صفر تا ۲ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۳ء شمارہ:۲

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سفارتی بابوؤں کی قادیانیت نوازی!	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں	۷	عابد محمود عزام
ذاتی مفاد پر ملی مفاد کو ترجیح	۱۰	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
مسلکی آگ سے بچیے	۱۲	خالد انور پورنوی المظاہری
عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام (آخری قسط)	۱۳	مولانا مدد اللہ نقشبندی
''دردمند خاتون''	۱۵	مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ
آزادیٔ رائے پر دو موقف	۱۹	مولانا سید محمد واضح ندوی
موبائل فون کو مصیبت نہ بنائیں	۲۲	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

مصائب پر صبر کرنا

"حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی، پھر جو ان سے قریب تر ہو، پھر جو ان سے قریب تر ہو۔ آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، پس اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہوتی ہے، اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسے اس کے دین کی بقدر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پس آزمائش بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اس کو ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔"

(ترمذی ج۲ ص۶۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مصیبت ہمیشہ مومن بندے اور مومن بندی کے ساتھ رہتی ہے، اس کی ذات میں بھی اور اس کی اولاد میں بھی اور اس کے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔" (ترمذی ج۲ ص۶۴)

آزمائش سے مراد وہ آلام و مصائب ہیں جو اس دارالمحن میں آدمی کو پہنچتے ہیں، اس حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ آزمائشیں سب سے زیادہ انبیائے کرام علیہم السلام پر ڈالی جاتی ہیں، پھر درجہ بدرجہ اولیاء و صلحاء پر، جتنا کسی کا دین مضبوط اور عنداللہ اس کا مرتبہ بلند ہو، اسی قدر اسے آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو صبر و استقامت اور شکر و صبر کی توفیق دے دیتے ہیں، اسی سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ تمام خطاؤں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مصائب و آلام حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء و صلحاء پر بھی آتے ہیں اور فساق و فجار پر بھی، ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مقبولانِ الٰہی پر مصائب کا آنا بطور تطہیر و آزمائش ہوتا ہے، جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور بھول چوک کی وجہ سے (جو لازمۂ بشریت ہے) ان سے سرزد ہونے والی خطاؤں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اور وہ ہر قسم کے گرد و غبار اور میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس فساق و فجار پر جو مصائب آتے ہیں وہ شومیٔ اعمال کی بنا پر بطور عقوبت ہوتے ہیں، اگرچہ دار الجزاء تو آخرت ہے مگر حق تعالیٰ کی رحمت اس کو مقتضی ہوئی کہ عذاب و سزا کا کچھ نمونہ دنیا میں بھی دکھلا دیا جائے تاکہ لوگوں کو توبہ و انابت اور رجوع الی اللہ کی توفیق ہو۔

اور ظاہری فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صلحاء پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں ان کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ شانہ سے انقباض نہیں ہوتا، بلکہ حق تعالیٰ شانہ سے تعلق و محبت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، ان پر اپنی بندگی و بے چارگی اور حق تعالیٰ کی مشیت کاملہ کی کارفرمائی مزید واضح ہو جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے ان پر اسرارِ عجیبہ کھلتے ہیں، حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے:

"جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، اگر نجات نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے اوروں سے مدد مانگتا ہے، مثلاً: بادشاہوں یا حاکموں یا دنیاداروں یا امیروں سے، اور دکھ درد میں طبیبوں سے، جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا اور گریہ و زاری و حمد و ثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے، (یعنی) جب تک اپنے نفس سے مدد لی جاتی ہے مخلوق سے رجوع نہیں کرتا، اور جب تک مخلوق سے مدد ملتی ہے خالق کی طرف توجہ نہیں ہوتی، پھر جب خدا کی طرف سے (بھی) مدد نہیں ملتی تو (اب بس ہو کر) خدا کے سامنے پڑ جاتا ہے، اور ہمیشہ سوال و دعا اور گریہ و زاری اور [illegible] حاجت مندی امید و بیم کے ساتھ کیا کرتا ہے، پھر خدا اس کو دعا سے (بھی) تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ کل اسباب (منقطع) ہو جاتے ہیں، اور وہ (سب) سے علیحدہ ہو جاتا ہے، اس وقت اس میں (احکام) قضا و قدر کا نفاذ ہوتا ہے اور اس کے اندر (خدا اپنا) کام کرتا ہے تب بندہ کل اسباب و حرکات سے بے پروا ہو جاتا ہے اور روح صرف رہ جاتی ہے، اسے فعلِ حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، اور وہ ضرور بالضرور صاحبِ یقین موحد ہوتا ہے، قطعی طور پر جانتا ہے کہ درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی (کچھ) کرنے والا ہے اور نہ حرکت و سکون دینے والا، نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں اچھائی و برائی، نفع و نقصان، بخشش و حرمان، کشائش و بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، غنا و فقر، اس وقت (احکام قضا و قدر) میں بندے کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے شیرخوار بچہ دایہ کی گود میں، یا مردہ، غسال کے ہاتھ میں، یا (چوگان کا) گیند، سوار کے قبضے میں، کہ اُلٹا پلٹا جاتا ہے اور بگاڑا بنایا جاتا ہے، اس میں اپنی طرف سے کوئی حرکت نہیں، نہ اپنے لئے، نہ کسی اور کے لئے، یعنی بندہ اپنے مالک کے فعل میں اپنے نفس میں غائب ہو جاتا ہے اور اپنے مالک اور اس کے فعل کے سوا کچھ دیکھتا سنتا ہے، نہ کچھ سوچتا سمجھتا، اگر دیکھتا ہے تو اس کی صنعت، اور اگر سنتا ہے تو اسی کا کلام، اس کے علم سے (ہر چیز کو) جانتا ہے، اس کی نعمت سے لطف اٹھاتا ہے، اس کے قرب سے سعادت پاتا ہے، اس کی تقریب (جاذب) سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے، اس کے وعدے سے خوش ہوتا ہے، سکون پاتا ہے، اور اطمینان حاصل کرتا ہے، اس کی باتوں سے مانوس ہوتا ہے، اور اس کے غیر سے وحشت و نفرت کرتا ہے، اس کی یاد میں سرنگوں ہوتا ہے اور جی لگاتا ہے، اس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے، اس کے نورِ معرفت سے ہدایت پاتا اور اس کا خرقہ ولباس پہنتا ہے، اس کے علومِ غیب و نادر پر مطلع ہوتا ہے، اس کے قدرت کے اسرار سے مشرف ہوتا ہے، اس کی ذات پاک کی (ہر بات) سنتا اور اسے یاد رکھتا ہے، پھر ان (نعمتوں) پر حمد و ثنا و شکر و سپاس کرتا ہے۔" (فتوح الغیب مقالہ ۱۔ بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ج۱ ص۲۴۳ *** مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)

لیکن جس پر آفات و مصائب کا نزول بطور قہر و سزا ہو، اس کے قلب میں خدا تعالیٰ سے شکوہ و شکایت پیدا ہو جاتی ہے، اپنی بدعملیوں پر نظر کرنے اور اپنی حالت کی اصلاح کرنے کے بجائے، نعوذ باللہ... حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے سوءِ ظن میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہی حق تعالیٰ شانہ کا قہر بر قہر ہے کہ آدمی گرفتارِ بلا ہونے کے بعد بھی توبہ و انابت کا راستہ اختیار نہ کرے، بلکہ اپنے منعم حقیقی سے برگشتہ ہو جائے اور حرفِ شکایت زبان پر لائے۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مصائب و تکالیف اور تنگی و بیماری میں مبتلا ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں، اس میں بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں اور کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر اس پر طعن کرتے ہیں، یہ بہت ناشائستہ حرکت ہے۔ ☆☆☆

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفارتی بابوؤں کی قادیانیت نوازی

۱۰ ردسمبر ۲۰۱۲ء روزنامہ جنگ کے ص ۳ پر جناب انصار عباسی کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں صراحت سے درج ہے کہ:

۱۔ ایک اہم مغربی ملک میں قادیانیوں کی کنونشن کے لئے پاکستان کے سفارت خانے نے پاکستانیوں کو ای۔میل کئے کہ وہ قادیانیوں کے کنونشن میں شرکت کریں۔

۲۔ اس سفارت خانے نے قادیانی کنونشن میں شرکت کے لئے جو دعوت نامے بھیجے اس میں قادیانیوں کو ''احمدیہ مسلم جماعت'' لکھا۔

۳۔ اسی طرح چند دن ہوئے کہ لاہور تھانہ غالب مارکیٹ میں حضرت صاحبزادہ رشید احمد صاحب پر ایک مقدمہ درج کیا گیا جو سو فیصد نہیں بلکہ کروڑ فیصد غلط تھا۔ ان پر الزام لگایا کہ وہ چوک میں لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ پولیس والے کو مدعی و گواہ بنایا گیا۔ پھر لٹریچر وہ پیش کیا جو قادیانی عقائد کے رد میں تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں چناب نگر سے قادیانی جماعت دھڑا دھڑ چھاپ رہی ہے۔ جو سراسر اسلام کے خلاف، خدا تعالیٰ، رسول مقبولؐ، صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ، اولیائے امتؒ اور امت مسلمہ کی اہانت اور گالیوں پر مشتمل ہیں۔ ان پر پابندی تو در کنار، الٹا جو قادیانیوں کے عقائد پر رسائل چھپیں ان پر کیس اور دفعہ ۱۱ ڈبلیو انسداد دہشت گردی کی لگائی گئی۔ گویا ختم نبوت کے لٹریچر پر پولیس اور وزارت داخلہ دہشت گردی کی دفعات لگا کر قادیانی عقائد کا تحفظ کرنا چاہتی ہے۔

اس سے قبل بھی ٹاؤن شپ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر یہی دفعہ لگائی گئی۔ لگتا ہے کہ وزارت داخلہ یا پنجاب پولیس میں کوئی شہ دماغ ایسا ہے جس نے قادیانیت کے تحفظ کی قسم کھا رکھی ہے۔ ایف، آئی، اے کا ڈائریکٹر سکہ بند قادیانی لگایا گیا ہے۔ یہ سب وزارت داخلہ کے کرم کے معاملے ہیں۔

ان امور کو سامنے رکھا جائے تو لگتا ہے کہ وزارت داخلہ و خارجہ دونوں نے قادیانیت نوازی پر کمر باندھ لی ہے۔

چوہدری سر ظفر اللہ قادیانی جب پاکستان کا وزیر خارجہ بنا تھا تو اس نے پاکستان کے دنیا بھر کے سفارتخانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کا اڈہ بنا دیا تھا۔ جس پر بیرونی دنیا میں یہ تاثر ابھرنے لگا تھا کہ شاید پاکستان قادیانی ریاست ہے۔ تب ظفر اللہ قادیانی آنجہانی کی اس حرکت کے ردعمل میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ جس کے نتیجہ میں امت کی بے پناہ قربانی کے بعد قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا گیا۔

صاحبزادہ رشید احمد پر ناجائز مقدمہ سے اندازہ ہوا کہ جناب عبدالرحمٰن ملک وفاقی وزیر داخلہ پاکستان کے وجود میں (خدا نہ کرے، معاذ اللہ) ظفر اللہ قادیانی کی روح حلول کر آئی ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے جہاں بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ وہاں عقل دشمنی کی بھی انتہاء۔

جس ملک کی نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس وقت جب کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا جو جماعت حکمران تھی، آج بھی وہی جماعت حکمران ہے۔ ان کے عہد اقتدار میں قادیانیوں کے کنونشن میں پاکستانیوں کو شرکت کے دعوت نامے پاکستان کا سفارت خانہ ارسال کرتا ہے۔ کیا یہ

سفارت خانہ پاکستان کا ہے یا قادیانی جماعت کا؟۔ جو آفیسر پاکستان کے خزانہ سے آب ودانہ کھا کر قادیانیت کے نقارچی کا کردار کرتا ہے۔اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟۔

پاکستان کے قانون، قومی اسمبلی، سینیٹ آف پاکستان، سپریم کورٹ آف پاکستان کے وہ فیصلے جن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔ جو شخص ان کو سبوتاژ کرتا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ اس کی ہم کیا تاویل کریں؟۔ کیا سمجھیں کہ وزارت خارجہ قادیانیوں کی آماجگاہ بن گئی ہے یا یہ کہ وہ پاکستان میں ایک طے شدہ مسئلہ کو پھر متنازعہ بنانا چاہتی ہے؟۔ اگر ایسے ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ انہیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ مسئلہ ختم نبوت کو متنازعہ بنانے والوں کا یہ جرم قبروں میں بھی انہیں سکون سے نہیں رہنے دے گا۔ بقول آغا شورش کاشمیری ''جن لوگوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ کو نظر انداز کیا۔ وہ خود ''قصہ پارینہ'' بن گئے۔ عمر بھر وہ روح کے سرطان میں مبتلا رہے۔ ان کے اس جرم نے ان کا سکون برباد کر دیا۔ جو افسران اس طرح کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ وہ سخت غلط فہمی میں مبتلاء ہیں۔ لگتا ہے کہ موجودہ حکومت کو بدنام کرنے اور اسے مزید گھمبیر مسائل میں مبتلاء کرنے کے لئے وہ ملک دشمن طاقتوں کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کا قانون کہتا ہے قادیانی غیر مسلم ہیں۔ سفارت خانہ اپنے دعوت نامہ میں انہیں ''احمدیہ مسلم جماعت'' لکھتا ہے۔ یہ جنون کی انتہاء ہے یا عقل دشمنی؟۔ یہ اہلکار قادیانیت نوازی میں اتنا اندھا ہوگیا ہے کہ اسے پاکستان کے قانون کو پامال کرنے میں بھی کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ اس کا یہ اقدام کسی خطرناک اور گھناؤنی سازش کی غمازی کرتا ہے۔ عبدالرحمن ملک کا وفاقی وزیر داخلہ بننا پاکستان کے وقار کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے اور لاہور پولیس کے اس متعلقہ اہلکار کا قادیانیوں کی سپورٹ کرنا ایک انتہائی مذموم حرکت ہے۔

سفارت خانہ کے جس شخص نے قادیانیوں کو مسلمان کہا اس پر C-298 کے تحت پرچہ درج کیا جائے۔ اسے ملازمت سے بیک بنی ودوگوش برطرف کیا جائے اور اسے قانون کے سپرد کیا جائے۔ کیا وفاقی سیکرٹری خارجہ اپنی ذمہ داری پوری فرمائیں گے۔ امید ہے کہ اس پر ضابطہ کی کارروائی سے ممنون فرمایا جائے گا۔

وزارت خارجہ کا قلمدان محترمہ حنا ربانی صاحبہ کے پاس ہے۔ وہ خاتون ہونے کے ناتہ سے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ لیکن ان کے زیر سایہ بیرون ملک کیا کیا گل کھلائے جا رہے ہیں۔ اس پر توجہ فرمائی جائے۔ قادیانیت نوازی قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ ہم وفاقی سیکرٹری داخلہ اور آئی جی پنجاب سے درخواست کرتے ہیں کہ لاہور کے جس اہلکار نے پرچہ درج کر کے قادیانیت نوازی کا ثبوت دیا۔ اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔ کیا وفاقی سیکرٹری داخلہ اس پر توجہ فرمائیں گے۔

اس صورتحال کے معلوم ہوتے ہی مولانا محمد شریف ہزاروی، مولانا محمد طیب اور دوسرے اسلام آباد کے حضرات علماء کرام نے ۱۰؍دسمبر کو قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔ ۱۱؍دسمبر کی شام کو ہی قومی اسمبلی کا اجلاس ہونے والا تھا۔ چنانچہ قومی اسمبلی میں سفارت خانہ کی قادیانیت نوازی پر حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب نے آواز بلند کی۔ روزنامہ اسلام ۱۲؍دسمبر کی خبر ملاحظہ ہو۔

قومی اسمبلی قادیانیوں کو مسلم قرار دینے پر پاکستانی سفارتخانے سے بازپرس کا مطالبہ

۱۱؍دسمبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتے ہوئے مولانا عطاء الرحمن نے کہا کہ: ''وزارت خارجہ سیکولر بن چکی ہے۔ کچھ عرصہ قبل امریکا میں گستاخانہ فلم کے خلاف ہمارے سفارتخانے نے اسلام کے بارے میں اصل حقائق واضح کرنے کے نام پر ایک تقریب کا انعقاد کیا جس میں قادیانیوں کو مسلم قرار دیا گیا جو آئین کے مطابق غیر مسلم ہیں۔ انہوں نے ایوان سے مطالبہ کیا کہ امریکا میں قائم پاکستانی سفارتخانے سے بازپرس کی جائے کہ قادیانیوں کو مسلم قرار دینے کی کوشش کیوں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس معاملہ پر توجہ نہ دی گئی تو ہم اس معاملے کو عوام میں اٹھائیں گے۔ اس پر سید نوید قمر نے کہا کہ آئین میں واضح ہے کہ قادیانی یا احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ تمام حکومتی ادارے آئین کے پابند ہیں۔ ہم تحقیق کریں گے اصل حقائق کیا ہیں؟ حکومت اس معاملہ میں بہت واضح موقف رکھتی ہے۔'' (روزنامہ اسلام ملتان ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۲ء)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

پاکستان میں قادیانیوں کی بڑھتی سرگرمیاں

عابد محمود عزام

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قادیانی ہمیشہ سے اسلام، مسلمان اور پاکستان کے دشمن رہے ہیں۔ ہمیشہ انہوں نے اسلام دشمن قوتوں کے بل بوتے پر اہل اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ امریکا، اسرائیل، بھارت اور برطانیہ کی شہ پر اسلام کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہیں۔ کئی بار ایسے متعدد شواہد سامنے آچکے ہیں۔ بارہا پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی خفیہ واعلانیہ سرگرمیاں پکڑی گئی ہیں۔ اس کے باوجود قادیانی پاکستان میں دھڑلے سے کام کررہے ہیں۔ ان کا ارتدادی مواد کئی طرح سے کام کررہا ہے۔ گزشتہ دنوں کی رپورٹ کے مطابق ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (شرقی) اشرف جہاں نے قادیانیوں کے شائع ہونے والے پندرہ روزہ ''المصلح'' رسالے میں قرآن و احادیث مبارکہ کا استعمال اور قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات کو مسخ کرکے پیش کرنے کے خلاف عالمی تحفظ ختم نبوت کے انوارالحسن کی جانب سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲۔اے کے تحت دائرہ درخواست پر ایس ایچ او تھانہ بریگیڈ کو المصلح کے ایڈیٹر جمیل احمد بٹ اور خالد محمود اعوان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو ایڈووکیٹ نے فاضل عدالت میں دلائل دیتے ہوئے کہا کہ دستور پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ کی ذیلی شق تین کے تحت کوئی بھی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتا اور آئین کے آرٹیکل ۲۰ کے تحت سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن اس آرٹیکل کا اطلاق قادیانیوں پر نہیں ہوتا کیونکہ آئین پاکستان میں انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ مدعا علیہان کے خلاف اسلامی شعار کی توہین کرنے کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔ درخواست گزار نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو ایڈووکیٹ کے توسط سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۲۔اے کے تحت دائر درخواست میں موقف اختیار کیا تھا کہ قادیانیوں کی جانب سے کراچی سے پندرہ روزہ المصلح نامی رسالے کی اشاعت ہوتی ہے اور اس رسالے کے شمارہ نمبر ۹ اور ۱۰ میں قرآنی آیات و احادیث مبارکہ اور شمارہ ۱۵ اور ۱۶ میں محمد علی جناح کے فرمودات کو مسخ کرکے پیش کیا گیا تھا اور اس کے ذریعے قادیانی عقائد کا پرچار کیا گیا تھا، جب کہ دستور پاکستان کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور قادیانی آرڈی نینس کے تحت قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتے ہیں اور نہ ہی وہ کھلم کھلا اپنے عقائد کا پرچار کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں یا پھر کوئی بھی کام مسلمانوں سے مشابہت کا کرتے ہیں تو ان کو مختلف سزائیں دی جائیں گی۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ افراد کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

واضح رہے کہ قادیانیوں نے روز اول سے سازشیں کی ہیں اور آج بھی کررہے ہیں۔ قادیانیوں نے انگریزوں، یہودیوں اور ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کرکے قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کی کابینہ میں سرظفر اللہ خان قادیانی کو وطن عزیز پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کردیا گیا۔ سرظفر اللہ قادیانی نے ایک سازش کے ذریعے تمام پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا اور بے شمار قادیانیوں کو ملازمتیں دیں، جس کے نتیجے میں قادیانیوں کے خلاف ۱۹۵۳ء میں ایک بڑی تحریک نے جنم لیا، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ کو برطرف کیا جائے۔ ۱۹۷۴ء میں اس عظیم تحریک کا آغاز ۲۹ رمئی کو قادیانیوں کی نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا پر ''ربوہ'' (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر مار پیٹ کرنے اور طلبا کو شدید زدو کوب کرنے سے ہوا۔ ۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش کی گئی، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ طویل بحث کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا: ''ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں،

خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔" اسی روز سینیٹ میں یہ قانون پاس کردیا گیا۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی اسمبلی کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جس سے قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی لگادی گئی۔ اسی طرح انہیں منع کردیا گیا کہ وہ اپنی عبادت گاہ پر مسجد کی طرح مینار نہیں بناسکتے، مگر آج بھی اس قانون کی خلاف ورزی ہورہی ہے ملک بھر میں ان کی عبادت گاہوں پر مینار بنائے گئے ہیں۔ قادیانی امریکی بلیک واٹر کو پاکستانی ایجنٹ بھرتی کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔

قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے ۱۹۵۲ء میں اپنی جماعت کو ہدایت کی تھی کہ ہمارا تناسب فوج میں دوسرے محکمہ جات سے بہت زیادہ ہے، لیکن پھر بھی ہمارے حقوق کی حفاظت پوری طرح سے نہیں ہوسکتی۔ اس لئے باقی محکمہ جات پولیس، ریلوے، فنانس، اکاؤنٹس، کسٹمز، انجینئرنگ وغیرہ میں تمام محکموں میں ہمارے آدمیوں کو جانا چاہئے، جبکہ ۱۰ فروری ۲۰۰۶ء کو لندن کی قادیانی عبادت گاہ میں قادیانی جماعت کے پانچویں خلیفہ مرزا مسرور نے دنیا بھر کے قادیانیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ صحافت کا شعبہ اپنائیں۔ اس کے بعد سے صحافت میں بھی قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہوچکی ہے، جو اسلام اور پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو منہدم کرنے میں مصروف عمل ہے۔ اس کی واضح مثال آئے دن انگریزی اخبارات میں قادیانیوں کی وکالت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا جب کسی نہ کسی انگریزی اخبار میں آئین میں قادیانیوں کو تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم واپس لینے، قانون ناموس رسالت اور حدود قوانین ختم کرنے، آئین سے قرارداد مقاصد کو کالعدم قرار دینے، پاکستان کو ایک سیکولر مملکت بنانے، ناچ گانے کو سرکاری سرپرستی دینے، دینی مدارس پر پابندی لگانے، اسرائیل کو تسلیم کرنے، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو قومی ہیرو قرار دینے، تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون ختم کرنے، بسنت اور ویلنٹائن ڈے قومی سطح پر منانے، اسکولوں میں فیشن شو کرنے، نیو ایئر نائٹ منانے، گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والے لڑکے لڑکی کو قانونی تحفظ دینے، اسقاط حمل کی اجازت دینے، کنڈوم کلچر کو فروغ دینے، شریعت اسلامیہ کو ناقابل عمل قرار دلوانے، جہاد کو دہشت گردی قرار دینے، ہم جنس پرستی کو فروغ دینے، طوائفوں کو جنسی ورکر قرار دینے، مشترکہ خاندانی نظام کو سبوتاژ کرنے، شراب پر پابندی ہٹانے، عارضی شادی کی اجازت دینے، بھارتی فلموں کی نمائش پر پابندی ہٹانے، آئین پاکستان سے اسلامی دفعات ختم کرنے، صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے، مردوں کی دوسری شادی پر پابندی لگانے، پاک بھارت کرنسی ایک کرنے، ایٹمی پروگرام ختم کرنے، پاک فوج کے موٹو جہاد، تنظیم، اتحاد کو تبدیل کرنے کے بارے میں کوئی نہ کوئی اسٹوری یا مضمون شائع ہوتا ہی رہتا ہے۔ گزشتہ دنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے پڑپوتے عبدالرحمٰن نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ "اس وقت پاکستان میں ستر فیصد ملٹری اور سول بیوروکریسی پر قادیانیوں کا قبضہ ہے۔" کچھ سال پہلے پاکستان کے تمام اخبارات نے اسرائیل میں ۶۰۰ سے زائد پاکستانی نژاد قادیانیوں کے پاکستان مخالف خفیہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے بارے میں خبر شائع کی تھی۔ اسرائیلی پروفیسر آئی ٹی نامانی نے اپنی کتاب "اسرائیل ایک تعارف" میں انکشاف کیا ہے کہ کارگل کی جنگ کے دوران ہزاروں قادیانیوں نے پاکستانی فوج کے خلاف اسلحہ کی خریداری اور دیگر دفاعی ساز وسامان کی فراہمی کے لئے کروڑوں کے فنڈز بھارتی آرمی کو فراہم کئے جبکہ پاکستان میں بھارتی فوج کے لئے باقاعدہ جاسوسی کرتے رہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں ایک قادیانی لیڈر اوسکے ولیم ہملر روڈ مانچسٹر نے کہا تھا کہ اگر کراچی اور پورے پاکستان میں امن کا قیام چاہئے تو قادیانیوں کو تحفظ دیا جائے ورنہ سنی وشیعہ علماء اہم عہدوں پر فائز سیاسی سماجی وسرکاری شخصیات قتل ہوتی رہیں گی اور افراتفری کا عالم برقرار رہے گا۔ مصنف اس سلسلے میں مرزا غلام ملعون قادیانی کے پوتے مرزا مبارک احمد کی کتاب "ہمارے سفارتی مشن" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ کتاب کے صفحہ ۷۹ اور ۸۰ پر احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ میں ماؤنٹ کرمال کے مقام پر موجود ہے، جہاں مسجد، مشن ہاؤس، لائبریری، کتب خانہ اور اسکول موجود ہے، جس کا مقصد اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کے خلاف موثر کارروائیوں کے لئے حکمت عملی تیار کرنا ہے اور اس ضمن میں یہودی و ہندو سب سے زیادہ اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ مصنف نے لکھا ہے کہ ممبئی حملوں اور بھارت کے ساتھ تناؤ کی کیفیت کو مزید بھڑکانے کے لئے دونوں ممالک میں موجود قادیانیوں نے انتہائی گھناؤنا کردار ادا کیا اور کوشش کی گئی کہ پاک بھارت جنگ یقینی بنائی جائے۔

گزشتہ دنوں قادیانی سربراہ نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا تھا، حالانکہ اس وقت پاکستان اپنی ایٹمی توانائی کا مقدمہ لڑ رہا تھا اور امریکا اس کی مخالفت کررہا تھا۔ یہ بات اس لئے بھی اہم ہے کہ قادیانیوں کی کافی بڑی تعداد پاکستان میں رہائش پذیر ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مصروف کار

ہے۔ کہتے ہیں کہ دشمن جو بظاہر دوست ہو، اس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے۔ اس مقولے کے تناظر میں قادیانی جماعت کو دیکھنے کی ضرورت ہے جو بہت پہلے سے پاکستانی ایٹمی پروگرام کے خلاف سرگرم ہے۔ بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی اثر ونفوذ بڑھایا جارہا ہے۔ حکومت نے قادیانی سرگرمیوں پر چیک رکھ کر کنٹرول نہ کیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

پاکستان میں قادیانیوں کو اپنے عقیدے کی تبلیغ واشاعت کرنے پر پابندی کے باوجود ملک بھر میں ان کی سرگرمیوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ امتناع قادیانیت آرڈی ننس اور سزا برائے احمدی "قادیانی اور لاہوری گروپ کی اسلامی مخالف سرگرمیاں" جاری کیا، جس کے ذریعے احمدیوں کو مسلمان کہلانے، اپنے عقیدے کی تبلیغ اور اشاعت کرنے کو قابل سزا جرم قرار دیا تھا، تاہم اس کے باوجود ملک بھر میں قادیانیوں کی غیر قانونی اور خفیہ اسلام دشمن سرگرمیاں جاری ہیں۔ مرزا مسرور لندن میں رہ کر سیٹلائٹ کے ذریعے پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ پنجاب کے علاوہ ملک کے دوسرے کئی علاقوں میں قادیانی مخفی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ ان کے لئے سنی، وہابی، اہلحدیث، دیوبندی و بریلوی سب دشمن ہیں۔ قادیانی پاکستان کے نظریاتی، اخلاقی تمدنی اور دفاعی اساس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹ دسمبر ۲۰۱۲ء)

جاپان کے تجارتی مرکز میں نماز کی ادائیگی کے لئے ہال

نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندہ اپنے آپ کو مکمل طور پر خالق و مالک کے حوالہ کرکے اس سے سرگوشیاں کرتا ہے اور اس کے حکم کو بجالاتا ہے، جس میں نہ شور وشرابا ہے اور نہ کسی طرح کا ہنگامہ، نہ سیٹیاں، نہ تالیاں اور نہ موسیقی کی دھن بلکہ خاموشی کے ساتھ ایک بندہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اس سے راز و نیاز کرنے لگتا ہے، عبادت کا یہ طریقہ کسی اور مذہب میں نہیں ہے اور پھر یہ کہ نماز میں تمام اہل اسلام خواہ وہ کسی طبقہ، کسی علاقہ، کسی رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے ہوں، سب کے سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے مابین کسی طرح کا کوئی امتیاز نہیں رہتا، یہ منظر غیر مسلموں کے لئے بڑا متاثر کن ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو اس کے رب کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ دن ورات کے پانچ اوقات اپنے رب کے سامنے حاضر ہو اور جہاں کہیں ہو اگر نماز کا وقت آجائے تو اس میں تاخیر نہ کرے، اسی حکم الٰہی کے پیش نظر اذان کی آواز کانوں میں پڑے یا اس کا وقت ہوتے ہی مسلمان مساجد کا رخ کرنے لگتے ہیں اور جہاں مساجد کی سہولت نہیں ہوتی وہاں کسی ہال یا صحن کو نماز کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں یا نہیں تو کسی صاف جگہ پر اس فرض کی ادائیگی کر لیتے ہیں۔ عالمی منظر نامہ میں ٹیکنالوجی اور اقتصادی ترقی کے میدانوں میں جاپان کو ادھر نصف صدی میں جو پیش قدمی حاصل ہوئی ہے وہ حیرت انگیز ہے، یہاں کے تجارتی مراکز پوری دنیا میں مشہور ہیں، شہر چناؤس کے ایک تجارتی مرکز، جہاں مسلمان تاجر بھی بکثرت آتے اور اس دوران نماز کی ادائیگی مرکز کے مختلف مقامات پر کر لیتے، ملک میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نمازوں کے لئے ایک بڑے ہال کو مخصوص کر دیا گیا ہے، جس میں مرد اور خواتین کے لئے علیحدہ جگہ بنائی گئی ہے، یہی نہیں بلکہ طہارت اور وضو کی بھی سہولیات مہیا کی گئی ہیں، اسی طرح چھت پر قبلہ کے رخ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ جاپان میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا مصلی کہا جاسکتا ہے جو کسی عوامی جگہ پر مخصوص کیا گیا ہے، تجارتی مرکز کے ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ اس شہر میں مسلمان تجار اور خریداروں کی تعداد میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا جو انڈونیشیا، ملائیشیا اور دیگر ملکوں سے آتے ہیں، ہم نے انہیں مختلف کھلی جگہوں پر ادھر ادھر نماز پڑھتے دیکھا، اس لئے ان کی سہولت کے لئے ہم نے یہ ہال خاص کر دیا ہے تا کہ وہ اطمینان وسکون کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کر سکیں۔

(پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰ نومبر ۲۰۱۲ء)

دعوت حق کی انقلاب انگیز حقیقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور ایک ایسے عہد میں ہوا تھا جب کہ ان کے ملک میں اور ان کے ملک سے باہر کوئی گروہ بھی ایسا نہ تھا، جس میں قبولیت حق کی استعداد دکھائی دیتی ہو، یہ حالت دیکھ کر انہوں نے کہا:

"خدایا! تو کیونکر اس موت کو زندگی سے بدل دے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے دعوت حق کی انقلاب انگیز حقیقت پرندوں کی مثال سے واضح کر دی، اگر تم ایک پرند کو کچھ دنوں تک اپنے پاس رکھ کر ایسا تربیت یافتہ بنا سکتے ہو کہ تمہاری آواز سنتا اور تمہارے بلانے پر اڑتا ہوا آجاسکتا ہے تو کیا گمراہ اور متوحش انسان دعوت حق کی تعلیم وتربیت سے اس درجہ اثر پذیر نہیں ہو سکتے کہ تمہاری صدائیں سنیں اور ان کا جواب دیں؟ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس داعی حق نے انسان کی متوحش اور گمراہ روحوں کی جو تربیت کی تھی اس نے تاریخ عالم کا سب سے زیادہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا، قوموں کی قومیں اور نسلوں کی نسلیں دعوت ابراہیمی پر قدم اٹھاتی رہیں اور باوجودیکہ تین ہزار برس سے زیادہ مدت گزر چکی ہے، لیکن آج بھی ہر سال انسانوں کے بے شمار غول اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دوڑتے اور معبد ابراہیمی میں جمع ہوتے ہیں۔" (ترجمان القرآن: ۲/۴۲۰)

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ذاتی مفاد پر ملی مفاد کو ترجیح!

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مسلمانوں کی آبادی اب دنیا کے تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی ہے اور وہ ملک جن میں وہ اکثریت میں ہیں، ایک معتدبہ تعداد رکھتے ہیں، یہ تعداد ایسی ہے کہ بین الاقوامی سیاست اور دیگر معاملات میں نظر انداز نہیں کی جاسکتی، مسلمانوں کے یہ ملک اقتصادی لحاظ سے بھی مضبوط ہیں، ان میں سے متعدد ملک اپنے معدنی ذخائر کے لحاظ سے دنیا کے اولین ملکوں میں شمار کئے جاتے ہیں اور ان کے بعض ذخائر ایسے ہیں کہ دنیا کے انتہائی بڑے ملک اپنے کو ان کا محتاج محسوس کرتے ہیں، مسلمان اگر امت واحدہ کے طور پر کام کریں تو دنیا کی بین الاقوامی سیاست اور رائے عامہ ان کی مرضی کے خلاف نہیں ہوسکتی، ان کی رعایت کے بغیر دنیا کا کوئی کام انجام نہیں پاسکتا۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین عطا کیا گیا ہے، وہ تمام انسانیت کی فلاح وصلاح کا ضامن ہے، وہ نہ صرف خود مسلمانوں کی عزت وقوت کا باعث ہے بلکہ ساری دنیا کی عزت وقوت کا سرچشمہ یہ دین بن سکتا ہے، لیکن اس امر کی طرف توجہ تمام دنیا کو کیا خود مسلمانوں کو بھی نہیں ہے، وہ نہ اپنے دین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور نہ بحیثیت ایک بین الاقوامی اور عظیم تر ملت ہونے کے اپنی طاقت کو سمجھتے ہیں، وہ اپنے دین کی اس اہمیت اور اپنی عظیم طاقت سے فائدہ اٹھانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے اور اس کے لئے جو سودمند طریقہ ہے اس کو اختیار نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی اہمیت سے واقف نہیں کراتے، یہ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ وہ خود بھی اس سے صحیح فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی اس کی اہمیت و افادیت سے واقف کرائیں، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت دعوت بنایا گیا ہے، ان کی افادیت اس پانی کی طرح ہے جس سے انسانوں کی پیاس بجھتی ہے اور خشک کھیتیاں سیراب ہوکر سرسبز وشاداب ہوتی ہیں لیکن اس وقت مسلمان خود اپنی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب نہیں بنا پا رہے ہیں، اس وقت دنیا کے ملکوں میں کم ایسے ملک ہوں گے، جہاں مسلمانوں پر بحیثیت مسلمان زمین تنگ نہ ہو، ان کو بے بسی اور لاچارگی کا سامنا نہ ہو۔ ان کا حال یہ ہوگیا ہے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں ان کو سیاسی اور اقتصادی دشواریوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں ان کو اپنے دین پر صحیح طور پر عمل کرنے اور اس کو نافذ کرنے میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آرہی ہیں۔

یہ صورت حال اگر مسلمان ایک کمزور، بے قیمت اور وسائل زندگی سے محروم قوم ہوتے تو سمجھ میں آسکتی تھی یا ان کی تعداد بہت کم ہوتی تو سمجھ میں آسکتی تھی، لیکن ان کے موجودہ حجم کی صورت میں کہ دنیا کی پانچ ارب آبادی میں وہ ایک ارب سے زیادہ ہیں۔ دنیا کے سیاسی طور پر ڈیڑھ سو تسلیم شدہ ملکوں میں ایک تہائی کے قریب ہیں۔ متحدہ اقوام میں وہ جس رائے کی طرف ہوجائیں اس رائے کا ناکام ہونا ممکن نہیں۔ وہ دنیا کے ملکوں کی برادری میں کوئی ایک موقف اپنائیں تو ان کے موقف کو گرایا نہیں جاسکتا، وہ اپنی زمینی دولتوں کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کریں تو دنیا کے بڑے بڑے ملک ان کے قدموں پر گر جائیں گے۔ وہ متحد ہوکر اپنی سیاست بنائیں تو دنیا میں کوئی بڑا فیصلہ ان کی رائے معلوم کئے بغیر نہ ہوسکے گا۔

لیکن ہو کیا رہا ہے؟ مسلمانوں کی ان تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کے باوجود ان کے برعکس حالات میں جو چھوٹے سے چھوٹا گروہ بھی آپس میں کئی ٹکڑیوں میں بٹا ہوا ہے اور ایسی عداوت کہ دشمن سے بھی نہ ہوگی۔ بھائی بھائی سے جدا ہے، بلکہ اس کو گرانے اور شکست دینے کی خاطر دشمن سے بھی مدد لیتا ہے۔ اسلام کی عزت، ملت کی عزت اور ادارہ کی عزت کے بجائے صرف اپنی عزت کی فکر میں لگا ہوا ہے، وہ اپنی عزت کے لئے خواہ وہ صرف دکھاوے کی اور جھوٹی عزت ہو اپنے خاندان کی، اپنی ملت کی عزت کو برباد کرسکتا ہے، افراد سے لے کر اداروں، حکومتوں اور بین الاقوامی برادری تک بھی مسلمانوں کا یہ طرز عمل نظر آرہا ہے، ایسی صورت میں اس قوم کی ترقی وکامیابی کی اچھی توقعات کہاں قائم کی جاسکتی ہیں، لیکن اس سب کے باوجود اس عظیم دین کے تابعداروں کے لئے مایوسی کی بات نہیں ہے۔ اس میں امید کی کرن ان اسلامی تعلیمات میں ہے جو ہم کو قرآن کریم وحدیث سے ملتی ہیں۔ ان کو اگر ہم اپنا سکیں تو ہم اپنی تمام کمزوریوں کو دور کرسکتے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ میں بار بار پیش آیا ہے کہ امت اتنی گر گئی کہ اس کا اٹھنا

دشوار محسوس ہونے لگا، اتنے میں خدا کا ایک بندہ اٹھا اور اس نے اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلتے ہوئے اصلاح کی جدوجہد کی اور وہ جدوجہد کامیاب ہوئی، اسی لئے یہ امت اتار چڑھاؤ سے تو گزری لیکن ختم یا تباہ نہ ہوئی۔

آج ضرورت ہے کہ ہم غور کریں کہ ہم اپنی ان کمزوریوں کو کیسے دور کر سکتے ہیں، جو ہم کو تباہی و بربادی میں ڈالے ہوئے ہیں؟ ہم کو چاہئے کہ ہم ان کمزوریوں کی اصلاح کی فکر کی طرف جلد ہی توجہ کریں، باہر کے دشمن سے لڑنے سے قبل ہم کو اپنے اندر کے دشمن سے لڑنا ہوگا۔ بخار میں مبتلا آدمی کو پہلے اپنے بخار کو دور کرنے کی فکر کرنا چاہئے تاکہ وہ صحت کے ساتھ طاقت آزمائی میں مضبوط ثابت ہو سکے۔

ہماری طاقت وعظمت کا راز اس میں پوشیدہ ہے:

"تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔"

"یعنی نیکی کے کام میں اور تقویٰ واحتیاط کے سلسلہ میں آپس میں تعاون کرو، معصیت کے کام اور دوسرے پر زیادتی کے سلسلہ میں تعاون نہ کرو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"آپس میں غصہ نہ کرو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ سازش کرو اور نہ آپس میں مقاطعہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔"

ہم تنہا ان دو نصیحتوں کو اپنے سامنے رکھیں اور اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالیں تو ہماری وحدت مضبوط دیوار کی طرح بن سکتی ہے۔ ہماری طاقت ناقابل شکست چٹان بن سکتی ہے، ہمارا معاشرہ شاندار سیرت وکردار کا معاشرہ بن سکتا ہے کہ جس کو دیکھ کر ہمارے دشمن رشک کریں اور صرف رشک ہی نہیں بلکہ اس کی طرف مائل ہونے اور اس کی نقل کرنے کی طرف لپک کر بڑھیں اور ہماری راہنمائی اور سرپرستی میں اپنے کو دے دینے کے خواہش مند ہوں، کیا ایسا ہمارے ماضی میں نہیں ہوا؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سال کے عرصہ میں جو معاشرہ تربیت دے کر تیار کیا تھا اس معاشرے نے دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اپنا گرویدہ اور نیاز مند نہیں بنالیا؟ حالانکہ ان کی مادی طاقت اپنے دشمنوں کی مادی طاقت سے کم تھی، ان کی تعداد ان کے دشمنوں کی تعداد سے کم تھی، ان کے وسائل و سامان زندگی اپنے دشمنوں کے وسائل اور سامان زندگی سے کم تھے، لیکن ان کے پاس ایمان کی طاقت تھی، بے غرضی اور اخلاص کی طاقت تھی۔ اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکا دینے اور خواہش نفس پر غالب رہنے کی طاقت تھی اور آج ہمارے پاس یہ طاقتیں موجود نہیں، ہم خدا کے حکم اور ملت کے مفاد کے لئے اپنی اندرونی خواہش وجذبہ کو بھی قربان نہیں کر سکتے۔

ہمارے کسی معمولی ذاتی مفاد کا نقصان ہو یا اپنی جھوٹی عزت کے کسی جزو کو دھکا پہنچتا ہو تو ہم شریف سے شریف آدمی کو ذلیل کر کے رکھ دیں۔ ملت کے بڑے سے بڑے مفاد کو قربان کر دیں۔ خدا و رسول کے اہم سے اہم حکم کو پامال کر دیں۔ ایسی صورت میں نتیجہ معلوم ہے کہ پہلے ملت کی تباہی پھر اس کے افراد کی بربادی اور ذلت، آج افسوس کی یہی بات ہے کہ امت اسلامیہ بین الاقوامی، پھر بین الملکی، پھر من حیث الجماعت، پھر من حیث الافراد، اسی ذلت ونکبت میں مبتلا نظر آ رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان آج کے حال پر منطبق ہو رہا ہے کہ: "تم تعداد کی زیادتی کے باوجود سیلاب کے لائے ہوئے جھاگ کی طرح ہو گے۔" یعنی دیکھنے میں بہت لیکن حقیقت وافادیت میں کچھ نہیں۔ ☆☆

فرانس میں کلیسا برائے فروخت

دین اسلام کے علاوہ آج دنیا کے بیشتر مذاہب محض چند رسومات بن کر رہ گئے ہیں اور لامذہبیت ایسی عام ہوگئی ہے کہ مذہبی مقامات ویران ہوتے جا رہے ہیں، مغربی ممالک کے حوالے سے گاہے گاہے اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں کہ یہاں کے لوگ گرجاؤں کا رخ نہیں کرتے اور ان کو اپنے مذہب سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا ہے، سال میں گنتی کے چند ہی مواقع ہوتے ہیں جب وہ اپنے مذہب کو یاد کر لیتے ہیں، اس کی وجہ سے گرجاؤں اور عبادت گاہوں کو فروخت کر دیا گیا ہے۔ ان میں خاص خبر یہ تھی کہ یہ گرجائیں اور عبادت گاہیں مسلمانوں نے خرید لیں اور ان کو مساجد، مدارس، اسلامی مراکز اور دعوت سینٹر کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، جہاں اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کیا جا رہا تھا، اس کے دین کو جھٹلایا جا رہا تھا، اب اسی جگہ سے اس کا نام بلند ہونے لگا اور اس کے دین کی حفاظت کا انتظام بھی ہو رہا ہے۔

تازہ خبروں کے مطابق ملک فرانس جہاں عیسائیوں کی بڑی تعداد ہے کہ ایک چھوٹے سے شہر فرزن میں ایک گرجا فروخت کیا جا رہا ہے، اس پچاس سالہ کلیسا پر برائے فروخت کی تختی لگادی گئی ہے، اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اب اس شہر میں کیتھولک عیسائی نہیں رہ رہے ہیں اور وہ کہیں اور ہجرت کر گئے ہیں، عیسائی تو بدستور یہاں آباد ہیں مگر گرجا کو آباد کرنے میں انہیں کوئی دلچسپی نہیں اور وہ مذہب سے لاتعلق ہو کر رہ گئے ہیں، لہٰذا اس کے ذمہ داروں نے نفع ونقصان کا اندازہ کر کے اس کو فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا، اب انہیں مشکل یہ پیش آ رہی ہے کہ کہیں اس کو مسلمان ہی نہ خرید لیں اور یہی جگہ اسلام کی دعوت وتبلیغ کا مرکز نہ بن جائے۔ مقامی عیسائیوں کو بھی یہ تشویش لاحق ہے، کیونکہ اس کے خریداروں میں مسلمان ہی سب سے آگے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کی دعوت اور روزافزوں پھیلتی روشنی سے خوفزدہ اپنے دین ومذہب سے بے بہرہ یہ لوگ اس عمارت کو کسی تجارتی کمپنی یا دیگر مقاصد کے لئے فروخت کر دیں، مگر وہاں کے مسلمانوں کے ہاتھوں فروخت کے لئے تیار نہ ہوں۔

(پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، نومبر ۲۰۱۲ء)

مسلکی آگ سے بچیے!

خالد انور پورنوی المظاہری

☆…… دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولانا تھانویؒ کو دیکھا کہ احمد رضا خان صاحب مرحوم کے اختلاف کے باوجود جب مجلس میں ذکر آتا تو فرماتے: مولانا احمد رضا خان صاحب۔

ایک مرتبہ مجلس میں ایک شخص نے صرف احمد رضا کہہ دیا: حضرت تھانویؒ خفا ہوگئے اور ڈانٹا اور فرمایا: وہ عالم ہیں منصب کی بے احترامی کرتے ہو، رائے کا اختلاف اور بات ہے، مگر ان کی توہین اور بے احترامی کا کیا مطلب؟

دارالعلوم دیوبند کے بانی: حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ دہلی میں مقیم تھے، حضرت کے مخصوص تلامذہ حضرت شیخ الہند، مولانا احمد حسن امروہی اور دوسرے شاگردان نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا: کہ لال کنویں کے امام کی قرأت بہت اچھی ہے، کل صبح وہیں نماز ادا کریں گے۔ حضرت شیخ الہند نے غصہ میں آکر فرمایا: شرم نہیں آتی، وہ تو ہمارے حضرت کی تکفیر کرتا ہے، اور ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں! یہ بات حضرت نانوتویؒ کے کان میں پہنچ گئی۔ اگلے دن صبح تمام شاگردوں کو لے کر حضرت نانوتویؒ اسی مسجد میں نماز پڑھنے کی خاطر پہنچ گئے، نماز پڑھی، سلام پھیرا، نمازیوں نے پوچھا: کون ہیں؟ معلوم ہوا یہ مولانا قاسم نانوتویؒ ہیں۔ امام صاحب نے سنا تو بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا: حضرت! آج میں شرمندہ ہوں، میں ہمیشہ آپ کی تکفیر کرتا تھا، اور آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی! حضرت نانوتویؒ نے فرمایا: کوئی بات نہیں! میرے دل میں آپ کے جذبے کی قدر ہے، بلکہ اس سے میرے دل میں آپ کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی ہے، کہنے لگے: کیوں؟ حضرت نے فرمایا: چونکہ آپ کے پاس جو روایت پہنچی ہے کہ میں توہین رسول کا مرتکب ہوں اور جو بھی توہین رسول کا مرتکب ہوگا، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا، تو یہ آپ کی غیرت ایمانی کا تقاضہ تھا کہ آپ مجھ پر کفر کا فتویٰ لگاتے، لیکن شکایت یہ ہے کہ اس روایت کی تحقیق کر لینی چاہئے تھی۔ آج میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے اور میں اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو ادنیٰ درجہ بھی توہین کرے گا، اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر میں اسلام قبول کرتا ہوں، پڑھتا ہوں: ”اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ۔“

………………………………

☆…… حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیّدی حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اس میں شرکت فرماتے تھے۔ ایک سال جلسہ میں تشریف لائے دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں، میں نے پوچھا: حضرت مزاج کیسا ہے؟ فرمایا: مزاج کیا پوچھتے ہو، میں نے عمر ضائع کردی۔ میں نے کہا: حضرت! آپ کی پوری زندگی تو علم دین کی خدمت واشاعت میں گزری ہے، ہزاروں لاکھوں آپ کے شاگردان ہیں، کہنے لگے: ہماری کدوکاوش کا خلاصہ صرف یہ تھا کہ دوسرے مسلک کے مقابلہ میں حنفیت کو ترجیح دے دوں، جب کہ امام ابوحنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج نہیں ہیں، کہنے لگے: ارے میاں! اجتہادی مسائل میں صحیح فیصلہ دنیا میں تو ہو نہیں سکتا، قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھے گا کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع، آمین بالجہر حق تھا یا آمین بالسر اور نہ یہ پوچھا جائے گا کہ فلاں امام نے کیا کہا: کہنے لگے: اور جو صحیح بات اسلام کی دعوت تھی، جس پر سب کا اتفاق تھا، جن کی دعوت عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا، وہ منکرات جن کے مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی، اس کی دعوت ہی نہیں دی گئی، گمراہی پھیل رہی ہے، الحاد آرہا ہے، شرک وبت پرستی کا دور دورہ ہے، حرام وحلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے، اور ہم فروعی بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرمانے لگے: اس لئے میں غمگین بیٹھا ہوں، لگتا ہے کہ میں نے عمر ضائع کردی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جب مالٹا کے قید خانہ سے واپس آئے تو کہنے لگے، میں مالٹا کی زندگی سے دو سبق سیکھ کر آیا ہوں، فرمایا: جیل کی تنہائیوں پر جب میں نے غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان ہر اعتبار سے تباہ کیوں ہو رہے ہیں؟ تو دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک قرآن کریم سے دوری اور دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں جیل کی کوٹھری سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ بقیہ زندگی انہیں دو کاموں میں صرف کروں گا۔ مکاتب کے ذریعہ قرآن کریم کو عام کروں گا، درس قرآن کا اہتمام کروں گا اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کروں گا۔

☆☆……………☆☆

عصمت انبیاء علیہم السلام

آخری قسط

انبیاء علیہم السلام کا ادب واحترام

مولانا مدار اللہ نقشبندی، مردان

ہمارے اس مضمون کا موضوع انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے ساتھ ساتھ ان کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کا مسئلہ بھی ہے۔ احترام انبیاء کے مسئلے کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ امام کے لئے ان آیات کریمہ کا جہراً پڑھنا بھی حرام ہے جن میں کسی پیغمبر کے بارے میں عتاب نازل کیا گیا ہو اور اس سے پڑھنے والے کا مقصد اس پیغمبر کی شان اقدس گھٹانا ہو۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"وحکی عن بعض المنافقین انه کان یوم الناس لا یقرأ إلا سورة عبس لما فیها من العتاب مع رسول الله ﷺ، فهم عمر رضی الله عنه قتله ورأی فعله حراما، لما فیه من الإضلال."

"ایک منافق کی حکایت کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کی امامت کرتا تھا اور وہ ہمیشہ سورۃ عبس کے سوا کچھ نہیں پڑھا کرتا تھا کیونکہ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو جناب باری کی طرف سے عتاب ہے۔ پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے قتل کا قصد کیا اور اس کے اس فعل کو حرام (بمعنی کفر) سمجھا کیونکہ یہ لوگوں کے بگمراہ کرنے کا ذریعہ بنتا تھا۔"

غور کیجئے جب قرآن مجید کا تنقیص رسول کے ارادے سے پڑھنا نہ صرف حرام بلکہ مستوجب قتل ہے جس پر فاروق اعظمؓ کا عمل شاہد ہے تو قرآن کے مقابلے میں یہودی صحیفوں کی روایات وتفصیلات کی کیا وقعت ہے جن سے استناد واستنباط کیا جائے جب کہ ان روایات وتفصیلات میں ایک پیغمبر کے منصب رسالت کی صریحاً تنقیص کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"فالکلام والفعل المتضمن للاستخفاف والاستهانة مستلزم لعدم التصدیق النافع ولعدم الانقیاد والاستسلام فلذلک کان کفرا"

ترجمہ: "ہر وہ کلام اور فعل مستوجب کفر ہے جس سے پیغمبر کی سبکی ہوتی ہو۔"

"سورہ حجرات" کی ابتدائی آیتوں میں آنحضرت ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور احترام پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی مجلس میں آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنا یا آپ ﷺ کو اونچی آواز سے پکارنا نہ صرف حرام بلکہ سلب اعمال کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یا أیها الذین آمنوا لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی، ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض أن تحبط أعمالکم وأنتم لا تشعرون"

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ رسول اللہ ﷺ سے بلند آواز سے بات کیا کرو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ:

"ویجب علیکم تبجیله وتعظیمه ومراعلة آدابه وخفض الصوت بحضرته وخطابه بالنبی والرسول ونحو ذلک."

ترجمہ: "تم پر واجب ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو، اور آپ ﷺ کے آداب کو ملحوظ رکھو اور آپ ﷺ کے حضور میں اپنی آواز کو پست رکھو اور آپ ﷺ کو نبی اور رسول اللہ کے اوصاف سے مخاطب کرو۔"

جس چیز سے بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچنے کا احتمال ہو خواہ وہ اذیت وجود میں آئے یا نہ آئے، ہر حالت میں اس سے کفر اور حبط اعمال لازم آتا ہے۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اذیت رسانی کا ذریعہ ابتداء ہی سے مسدود ہو جس کو اصطلاحاً "سد ذریعہ" کہتے ہیں۔

"فورد النهی عما هو مظنة لأذی النبی صلی ﷺ سواء وجد هذا المعنی أو لا هدما للذریعة وحسما للمادة."

صحیح بخاری اور صحیح مسلم نے اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد غمگین ہو کر گھر میں بیٹھ رہے آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کروایا کہ میری آواز (طبعاً) بلند ہے۔ جس کی وجہ سے میرے اعمال برباد ہوگئے ہیں۔ اور آپ ﷺ

کے سامنے بلند آواز سے بات کرنے سے میں جہنمی ہوگیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تو جنتی ہے۔ الغرض جن صحابہ کرام کی آوازیں بلند تھیں اس آیت کے بعد سے وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے اس طرح پست آواز سے بات کرتے تھے کہ پوچھنے کی حاجت پڑتی تھی۔

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

”عن مجاهد قال أتي عمر برجل سب النبي ﷺ فقتله ، ثم قال عمر من سب الله أو سب أحداً من الأنبياء فاقتلوه .“

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کی شان میں گستاخی کی تو اس کو قتل کرو۔“

اور حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ نامی شخص کو محض اتنی سی بات کہنے پر قتل کر دیا تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کے حق میں کہا تھا ”صاحبکم“ تمہارا صاحب۔ جبکہ حضور ﷺ تمام مخلوقات کے صاحب و آقا ہیں اور مالک بن نویرہ نے حضور ﷺ کے بارے میں ”تمہارا صاحب“ کہہ کر آپ ﷺ کی شان اقدس کو گھٹایا۔

خود قرآن حکیم نے مسلمانوں کو ہر اس بات سے منع کر دیا ہے جس سے حضور ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کا وہم پیدا ہوتا ہے۔ ”سورۃ البقرۃ“ کی آیت ۱۰۴ میں مسلمانوں کو یہی تعلیم دی گئی ہے:

”یا أیها الذین آمنوا لا تقولوا راعنا، وقولوا انظرنا ، واسمعوا، وللکافرین عذاب ألیم“.

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم لفظ راعنا نہ کہو اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

راعنا کے کہنے سے صحابہ کرام کو اس لئے روکا گیا کہ یہ لفظ موہم تنقیص تھا۔ اس کے معنی ہیں ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو۔ اور صحابہ کرام ان معنوں میں اس لفظ کو استعمال کرتے تھے۔ لیکن یہودی اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے۔ اس لفظ کو زبان سے دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا، یعنی ہمارا چرواہا۔ اس لئے اس دوسرے معنی کے توہم کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو ایک صحیح المعنی لفظ کے استعمال سے روکا گیا۔ (فتدبر)

آنحضرت ﷺ کے لئے اَن پڑھ اور چرواہے کے لفظ کا عام طور پر استعمال ممنوع ہے، کیونکہ یہ الفاظ بظاہر موہم تنقیص ہیں ورنہ درحقیقت آپ ﷺ کا اُمّی ہونا ہی آپ ﷺ کا بڑا وصف کمال ہے اور نشان امتیاز ہے کہ پڑھے لکھے بغیر دنیا کے سامنے قرآن حکیم جیسی کتاب پیش کی جو علم وحکمت اور اسرار ومعارف کائنات کا خزینہ ہے اور نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیائے انسانیت اس کی نظیر پیش کرنے سے اب تک قاصر چلی آرہی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی احادیث بھی علوم انسانی اور معارف روحانی کا ایک بے مثال گنج شائگاں ہے۔ قرآن حکیم نے حضور ﷺ کے اُمّی ہونے کی علت یہی بتائی ہے کہ اگر آپ ﷺ لکھنا پڑھنا جانتے تو شک کرنے والے اہل باطل آپ ﷺ کے پیغام اور دعوت میں شک وشبہ کا اظہار کرتے جیسا کہ ارشاد خداوندی تعالیٰ ہے:

﴿وما کنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینک إذا لارتاب المبطلون﴾

ترجمہ: ”اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتا اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا ورنہ جھوٹے اس سے شبہ میں پڑ جاتے۔“

حضور ﷺ کے لئے لفظ اُمّی کا استعمال اگر ہو تو ایسا ہو جیسا کہ ظفر الملت والدین مولانا ظفر علی خانؒ نے اپنے اس شعر میں کہا ہے:

وہ خود اُمّی تھے مگر کون و مکاں کے اسرار
حکما سیکھ گئے ان کے دبستانوں سے

المیہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت اور ادب واحترام کا مسئلہ جتنا اہم ہے اور ضروریات دین میں سے ایک ہے اور مدار دین وایمان ہے اتنا ہی لوگ اس سے غفلت برت رہے ہیں، تا بحدیکہ بعض خواص اور ذی علم اشخاص تک اس مسئلے کی اہمیت کے کما حقہ احساس سے عاری ہیں بلکہ وہ اس مسئلے کو ایسے انداز میں پیش کر رہے ہیں گویا یہ اسلام کا کوئی بنیادی مسئلہ ہے ہی نہیں جس سے اہل اسلام کے عقائد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لئے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی عصمت اور ادب واحترام کے مسئلے پر قرآن وحدیث اور علوم دینی کی روشنی میں نہایت محققانہ اور ناقدانہ بحث کی جائے اور مسلمانوں خصوصاً ہمارے تعلیمی اداروں کی نئی پود پر اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کو خوب اجاگر کیا جائے اور ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔

بارگاہ رب العزت میں عاجزانہ دعا ہے کہ اے! رب رحیم وکریم! اس مضمون کے مطالعے سے فرزندان اسلام کو صحیح معنوں میں مستفید فرما اور مسلمانوں کے قلوب واذہان میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی معصومیت، ان کی صحیح قدر وقیمت اور تعظیم وتوقیر کا مسئلہ کما حقہ جاگزیں فرما اور اس ناچیز پر تقصیر کے لئے بہترین توشہ آخرت بنا۔ (آمین)

ان أرید إلا الإصلاح ما استطعت ، وما توفیقي إلا بالله علیه توکلت وإلیه أنیب.

''دردمند خاتون''

۵/اگست ۱۹۷۳ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ایک قادیانی خاتون کا بیان شائع ہوا تھا، جس میں اس نے جان بوجھ کر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ شاہ عالمی مظفرگڑھی حال مقیم لاہور خلیفہ مجاز حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہؒ نے ''دردمند خاتون'' کے نام سے جواب میں ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں قادیانیوں کے عقائد و نظریات کو امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔ ۱۹۷۳ء میں لکھے گئے اس رسالہ کے اقتباسات کو اسی پس منظر میں پڑھا جائے۔ .... (ادارہ)

مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ

قادیانی خاتون کا خط:

''قیام پاکستان سے لے کر اب تک پاکستانیوں کو ایسے افسوس ناک اور حسرت انگیز واقعات سے دوچار ہونا پڑا ہے، جس کی اب تک انتہا نظر نہیں آتی یحییٰ خان کی کوتاہ اندیشی کے بعد یوں لگتا ہے کہ خودغرض افراد نے قوم کو ایک خوفناک عذاب میں مبتلا کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے، اس وقت ضرورت ہے کہ دانشمندانہ طریق اختیار کیا جائے کہ آپس میں جنگ وجدل کی راہ اختیار نہ کی جائے۔

ہم ایک غیرت مند قوم تھے، ہم نے بہادر کہلا کر دشمن کے ہاتھ سے دھوکا کھایا اور اپنی بے تدبیری سے مار کھائی۔ اس وقت بھی دشمن کے ہاتھوں میں کھیلنے والے ہمیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔

نفرت و بدامنی پھیلانے والوں نے ایک حربہ یہ بھی اختیار کیا ہے کہ مذہبی عقائد کا سوال پیدا کر کے ایک فرقہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور جس کا قرآن، نماز اور روزہ دوسرے مسلمانوں سے مختلف نہیں ہے۔ کافر بتا کر اسلام سے باہر نکال دے صرف یہی نہیں بلکہ ان کی جان ومال کو تباہ کیا جائے اور پھر اسی گناہ پر ثواب کا لیبل لگا کر بعض شہروں میں سڑکوں، دیواروں پر تحریر کیا گیا ہے کہ: ''ان کا قتل کرنا ثواب ہے۔'' حالانکہ قائداعظم سے کسی تنگ دل نے استفسار کیا کہ آپ قادیانی جماعت کو کیا حیثیت دیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ: ''وہ ہمارے ممبر ہیں، جو کوئی بھی ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہے، وہ مسلمان ہے۔''

یہ درست ہے کہ بانی فرقہ کے صاحبزادے نے اپنے والد صاحب کو نبوت کے القاب سے نوازا اور اس میں اپنی بڑائی سمجھی، لیکن ان کے بعد ان کی جماعت ان کے خیالات سے انکار کرتی ہے، مجھے یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جب صاحبزادے نے اپنے والد صاحب کے متعلق غلو سے کام لیا تو اس فرقہ کے ایک حصہ نے بائیکاٹ کیا اور وہ قادیان سے تعلق چھوڑ کر لاہور آگئے اور یہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی اور اشاعت اسلام کا کام غیرممالک میں جاری رکھا۔

افسوس ہے کہ اس امن پسند اور غیر سیاسی جماعت پر بھی فتویٰ قائم کئے گئے ہیں اور کئی معزز، نیک اور شریف شہریوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے ہیں اور مالی نقصان پہنچایا گیا ہے جب کہ ایک جماعت جو تمام ارکان اسلامی پر چلتی ہے اور اس کی نماز، قرآن و کلمہ تمام طریق اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں وہ اپنے عقائد وعمل سے لٹریچر اور خدا کی گواہی سے اصل حقیقت کی ضمانت پیش کرتی ہے تو پھر اس پر غلط الزام لگا کر دکھ دینا انتہائی اور صریح ظلم ہے۔ ان حالات کی اصلیت اور اس جماعت کی بے گناہی قوم کے زیادہ تر عقل و باشعور افراد جانتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں لیکن جب غنڈہ گردی غالب ہو تو کوئی حمایت میں کھڑا نہیں ہوتا۔ قوم کے شرفاء کی زبانیں اگر شرپسندی اور ناانصافی پر چپ ہو جائیں تو ایمان و شجاعت کی راہ ہم سے دور ہو جاتی ہے اور خدا کی سزا لازم ہو جاتی ہے۔

افسوس مسلمان کے ہاتھ سے بے گناہ مسلمانوں کا خون اس ملک میں جتنا گزشتہ ایام سے اب تک بہایا گیا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا لیکن شقی القلب لوگ اب بھی قوم کو خون خرابے پر ابھار رہے ہیں اور اسے جہاد اور شہادت کا نام دے رہے ہیں۔

ہم ہر امن پسند فہمیدہ مسلمان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدارا اٹھیں اور قوم کی گتھیوں کو پرامن طریقہ سے حل کریں، جنگ کا اکھاڑا بنانے والے دشمن کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں اور قوم کو غلط راہ پر ڈال رہے ہیں۔''

جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام! گزارش ہے کہ جریدہ نوائے وقت مورخہ ۵/اگست ۱۹۷۳ء میں ایک دردمند خاتون کا بیان شائع ہوا ہے، جسے پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا

ہوں کہ محترمہ خاتون نے عمداً حق پر پردا ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے یا پھر اپنی علمی کم مائیگی کا پورا ثبوت دیا ہے۔ محترمہ کا کہنا ہے کہ بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے والد کو نبوت کے القاب سے نوازا اور اس میں اپنی بڑائی سمجھی۔ یہ بعینہ اسی طرح غلط ہے جس طرح کوئی رات کو دن اور دن کو رات کہہ دے۔

حقیقت یہ ہے کہ بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود نبوت کا دعویٰ کیا اور صاحبزادے کے دعوے کی بنیاد اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں پر تھی۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا موقع ملا اور نہ وہ معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض کا ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے، اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے، چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا ہے، حالانکہ ایسا جواب درست نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے الفاظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں، ایک دفعہ نہیں بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب درست ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:

"ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین" دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے: "جری اللہ فی حلل الانبیاء" یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (ص:۵۰۴)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ جو ص:۵۵۷ میں درج ہے: دنیا میں ایک نذیر آیا، اس کی دوسری قرأت ہے، ایک نبی آیا، اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس کو یاد کیا گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۶،۲۱۰، تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"یاد رکھنا چاہئے.... کہ مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے.... اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے، اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں، مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے.... پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۹، ۲۱۰)

ایک جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں، خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے، جس حالت میں خدا میرا نام رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جب میں اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (آخری خط مرزا مندرجہ اخبار عام، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں... خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ کرے کہ دوسروں سے.... بڑھ جائے اور اس میں پیشگوئیاں کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں۔" (بیان مرزا مندرجہ اخبار البدر قادیان، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

"خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی عاجز (مرزا) کو تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (روحانی خزائن، ج:۱۷، اربعین، ص:۴۲۶،۳ تصنیف مرزا)

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (حقیقت الوحی، ص:۵۰۳/۶۸، روحانی خزائن، ج:۲۲، تصنیف مرزا)

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا نبی بھیجا۔" (روحانی خزائن، ج:۱۸، دافع البلاء، ص:۲۳۱، تصنیف مرزا)

"بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے، خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر

گواہی کے چھوڑے۔" (روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۲۹، دافع البلا تصنیف مرزا)

"قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔"

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے مرزا! لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔" (الہام مرزا مندرجہ تذکرہ، ص:۳۵۲)

"یٰس انک لمن المرسلین"... اے سردار (یعنی مرزا) تو رسول ہے۔" (الہام مرزا مندرجہ حقیقت الوحی، ج:۲۲، روحانی خزائن، ص:۱۱۰)

"لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون"... اے مرزا میرے سامنے مت ڈر، کیونکہ رسول میرے سامنے نہیں ڈرا کرتے...۔ (الہام مرزا مندرجہ تذکرہ، ص:۵۶۴)

"انی مع الرسول اقوم و افطر واصوم الوم من یلوم۔"... میں اپنے رسول یعنی مرزا کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کی مدد کروں گا اور جو اسے ملامت کرے گا اسے ملامت کروں گا...۔ (تذکرہ، ص:۴۳۴)

"یایھا النبی اطعموا الجائع المعتر۔"... اے نبی! (یعنی مرزا) بھوکے اور مضطرب کو کھانا کھلا...۔ (تذکرہ، ص:۷۴۳)

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق وتھذیب الاخلاق"... خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول (مرزا کو) اپنی ہدایت، اپنے سچے دین اور اخلاق کی درستگی کے لئے بھیجا...۔" (الہام مرزا، تذکرہ، ص:۳۷۵)

"انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالو کذاب اشر۔"... ہم نے احمد (یعنی اس عاجز مرزا) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، پس قوم اس سے روگرداں ہوگئی اور انہوں نے کہا یہ تو کذاب ہے...۔

(الہام مرزا تذکرہ، ص:۳۵۳)

"یا احمد جعلت مرسلاً"... اے احمد تو مرسل یعنی اے مرزا تو رسول بنایا گیا...۔

(الہام مرزا تذکرہ، ص:۴۹۳)

"سیقول العدو لست مرسلاً سناخذہ من مارون او خرطوم انا من الظالمین منتقمون۔"... اور دشمن کہتا ہے: اے مرزا تو مرسل یعنی رسول نہیں، ہم اس کو ناک سے پکڑیں گے...۔"

(الہام مرزا تذکرہ، ص:۳۷۹)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے مقام نبوت تک پہنچایا۔" (حقیقت الوحی، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۱۹۱، تصنیف مرزا)

"بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی ہے اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۱۵، تصنیف مرزا)

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے نہ ماننے والوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔" (روحانی خزائن، ج:۱۵، تریاق القلوب، ص:۴۳۳، تصنیف مرزا)

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو شخص تیری یعنی مرزا کی پیروی نہیں کرے گا اور تیری یعنی مرزا کی بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا، رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تذکرہ، ص:۳۳۶،۳۳۳، تبلیغ رسالت، ج:۹، ص:۲۷)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے، خدا کا مامور ہے، خدا کا امین ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔" (انجام آتھم، ص:۶۲، ج:۱۱، روحانی خزائن تصنیف مرزا)

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔" (حقیقت الوحی، روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۱۶۷، تصنیف مرزا، تذکرہ، ص:۶۰۰)

"جو میرے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے، چنانچہ قرآن شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔" (روحانی خزائن، ج:۱۸، نزول مسیح، ص:۳۸۲، تصنیف مرزا)

"خدا نے مجھے ہزار ہا نشان دیئے ہیں، مگر پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں جانتے۔" (روحانی خزائن ج:۲۳، چشمہ معرفت تصنیف مرزا)

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔" (روحانی خزائن، ج:۹، ص:۳۱، تصنیف مرزا)

"بے شک ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔" (روحانی خزائن، ج:۱۴، نجم الہدیٰ، ص:۵۳ تصنیف مرزا)

"میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں، مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔" (آئینہ کمالات اسلام، تصنیف مرزا، ص:۵۴۷، ۵۴۸)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف بانی فرقہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے نے ہی اپنے والد کو نبی کے القاب سے نہیں نوازا، بلکہ مرزا قادیانی نے از خود نبوت کا دعویٰ کیا اور اور صرف نبی ہونے کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی ہونے کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر، یہودی، عیسائی، مشرک، جہنمی، شیطان، جنگل کے سور، حرام زادے، ولد الحرام، بدکار عورتوں کی اولاد اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا اور "دردمند خاتون" کا یہ کہنا کہ اب ان کی جماعت ان کے خیالات سے انکار کرتی ہے یعنی مرزا کو نبی نہیں مانتی، سراسر بے بنیاد اور جھوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب بھی مرزائیوں کے وہی خیالات اور عقائد ہیں جو ابتدا سے مرزا اور اس کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول تھا، جن کتابوں کے حوالے درج ہیں وہ کتابیں آج بھی ربوہ (چناب نگر) سے شائع ہو رہی ہیں اور مذکورہ بالا عبارتیں ان میں من وعن موجود ہیں۔ اگر مرزا کے احباب مرزا کو نبی ماننے والے خیالات ترک کر چکے ہوتے تو کم از کم مذکورہ عبارتیں ان کی کتب سے حذف کر دیتے اور باقی فرقہ احمدیہ قادیانی کے صاحبزادے کی لکھی ہوئی کتاب "ملائکۃ اللہ" جس میں مرزا قادیانی کو نبی اور اسے نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور انہیں رشتہ دینا ممنوع، ان کے پیچھے نمازیں پڑھنا، ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا حرام قرار دیا ہے، وہ آج بھی ربوہ سے بڑی شد و مد سے شائع ہو رہی ہے، بلکہ حال ہی میں قاضی نذیر احمد لائل پوری قادیانی کی تین کتابیں "خاتم النبیین اور بزرگان امت، ختم نبوت کی حقیقت، ضرورت نبوت کا ثبوت" جو تقریباً دو صد صفحات پر مشتمل ہیں شائع ہوئی ہیں۔ جن میں اجرائے نبوت اور مرزا کا نبی ہونا بڑی شد و مد سے ثابت کیا گیا ہے، یہ کتابیں کثیر تعداد میں مفت تقسیم کی جا چکی ہیں ماسوائے ایک کتابچہ بعنوان دینی معلومات بطرز سوال و جواب جو ربوہ کی مجلس خدام الاحمدیہ نے شائع کیا ہے، یہ کتابچہ ۲۰x۳۰/۸ کے ۵۶ صفحات پر ہے، جس کے صفحہ ۱۰ پر سوال و جواب ہے۔

سوال: قرآن شریف میں جن انبیاء کے اسماء کا ذکر ہے، بیان کریں؟

جواب: حضرت آدم، نوح، ابراہیم، لوط، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، ہود، صالح، شعیب، موسیٰ، ہارون، داؤد، سلیمان، الیاس، ذوالکفل، الیسع، ادریس، ایوب، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، لقمان، عزیر، ذوالقرنین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد (مرزا قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (نعوذ باللہ)

علاوہ ازیں بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد کا تازہ بیان جو اس نے عدالت میں دیا ہے کہ میرا دادا نبی تھا، جو اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ "دردمند خاتون" کی تردید کے واسطے کافی ہے۔ علاوہ ازیں حال ہی میں مرزا ناصر احمد قادیانی کے دورۂ افریقہ کی تصویری کتاب شائع ہوئی ہے جو قریب قریب سو صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کا آغاز نائیجیریا سے ہوتا ہے صفحہ گیارہ پر نائیجیریا کی ایک نئی بنی ہوئی مسجد اور تبلیغی دفتر کی تصویر ہے، اس کی فوٹو اس صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے، انگریزی میں کندہ ہے: "احمدی سینٹرل ماسق (Centeral Mosque) اور اس کے نیچے کلمہ طیبہ ہے۔ "لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ" گویا "محمد" کی جگہ "احمد" لگا دیا ہے۔

محترمہ دردمند خاتون نے نہایت ہی مخلصانہ طور سے اتحاد کی طرف توجہ دلائی ہے، اس میں شک نہیں کہ اتحاد بہت بڑی دولت ہے اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے مگر دیکھا یہ جائے گا کہ اس اتحاد کی رسی کی ایک ڈوری کو سب سے پہلے کس نے کاٹا اور اس کی فصیل میں شگاف ڈالنے میں پہل کس نے کی؟ کیا امت مسلمہ کا متفقہ یہ عقیدہ نہیں کہ "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں" جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح اور اتحاد کی بنیاد کو کھوکھلا کیا؟ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس سے قادیانیوں اور پوری امت مسلمہ کے درمیان خلیج حائل ہو کر رہ گئی ہے۔ علاوہ ازیں سب سے پہلے مرزا قادیانی نے اپنے فرقہ کا نام جماعت احمدیہ رکھ کر سرکاری کاغذات میں درج کرایا اور سب مسلمانوں کو کافر کے خطاب سے نوازا، انہیں جنگل کے سور اور ان کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر کہا، انہیں ولد الحرام حرام زادے اور بدکار عورتوں کی اولاد ٹھہرایا، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا، ان کے بچوں کی نماز جنازہ میں شریک ہونے سے منع کیا، انہیں رشتہ ناطہ دینا حرام قرار دیا، مسلمانوں کا نام یہودی، عیسائی، مشرک، شیطان رکھا انہیں جہنمی کہا، اپنے ہم عصر علما اور مشائخ کو جی بھر کے گالیاں دیں۔ (جاری ہے)

آزادیٔ رائے پر دو موقف

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

ایک بے ہودہ شخص کا ایک بے ہودہ فلم بنانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی پہلا واقعہ نہیں، گستاخی کی یہ مذموم کوششیں پہلے بھی کی جاچکی ہیں اور شاید آئندہ بھی ہوتی رہیں۔

وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کا خطاب عطا فرمایا ہو اور جس کی رحمۃ للعالمینی کا اعتراف اپنوں ہی نے نہیں دشمنوں تک نے کیا ہو، جس ذات کو منکرین رسالت نے الصادق الامین کے لقب سے پکارا ہو، عدل و انصاف کے لئے جس کا دروازہ دوست و دشمن دونوں کے لئے یکساں کھلا رہتا ہو، حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ علیہما السلام نے جس کی بعثت کی بشارت دی ہو، توراۃ و انجیل نے جس پر ایمان لانے کی تلقین کی ہو اور پھر اس دور کے ایک معتبر و معروف عیسائی قلم کار نے سو منتخب ترین لوگوں کی فہرست میں جس ذات گرامی کو سب سے اوپر جگہ دی ہو، افسوس صد افسوس کہ اسی ذات عالی مقام پر زبان درازی کی جرأت اب بڑھتے بڑھتے فلم سازی کی حد تک جا پہنچی ہے۔

گستاخی کی ان کڑیوں کو اگر جوڑا جائے تو اس کی پہلی کڑی ہم کو اس دور میں پہنچا دیتی ہے جو دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ہے، یہودیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا اور اپنی زبان کو توڑ مروڑ کر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو دوہرا مفہوم رکھتے تھے، ایک معنی ان کے اگر اچھے نکلتے تھے تو دوسرے معنی ان کے برے، قرآن کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں، یہاں پر اس کا ذکر بھی بے ادبی ہے۔

پھر اس بدزبانی اور بے ادبی کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے رک جاتا ہے، مکہ فتح ہوتا ہے، اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آتا ہے، دشمنان اسلام کی زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں، لیکن یہ تالے پھر کھلتے ہیں اور حیرت ہے اس وقت کھلتے ہیں کہ جب یورپ نے مسلم حکماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، ان کی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا اور اسی استفادہ کے نتیجہ میں وہ اس تاریکی سے نکلنے میں کامیاب ہوا جس تاریکی میں وہ ایک ہزار سال سے ڈوبا ہوا تھا۔ روبرٹ بریفالٹ (Robert Friffault) اپنی کتاب "The Making of Humanity" میں لکھتا ہے:

”یورپ کی ترقی میں اسلامی تہذیب کا بڑا حصہ اور اس کے انمٹ نقوش ہیں۔“ وہ لکھتا ہے: ”علوم طبیعیہ نے (جس کا سہرا عربوں کے سر بندھا ہے) یورپ کو صرف نئی زندگی ہی نہیں دی، بلکہ اسلامی تہذیب نے یورپ کی بیداری میں کردار ادا کیا ہے۔“

لیکن یورپ نے اپنے فطری مزاج کے مطابق اس نعمت بیش بہا پر (جو اس کی بیداری کا سبب بنی تھی) تشکر اور امتنان کے جذبات کے اظہار کے بجائے منفی پہلو اپنایا، کیونکہ اس پر صلیبی روح غالب تھی اور سیاسی اغراض و مقاصد نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ چنانچہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن بن کر سامنے آیا اور یہ اسلام دشمنی نتیجہ تھی، اس پستی کا جس سے یورپ ایک ہزار سال سے دوچار تھا اور یہی اسلام دشمنی نتیجہ تھی اس خوف کا جو اسلامی فتوحات کے دور میں یورپ کے دل میں مسلم حکمرانوں کی طرف سے بیٹھا ہوا تھا، پھر یہی خوف نتیجہ بنا اس بات کا کہ یورپ نے اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی تدبیریں کیں اور مسلمانوں کی مقدس جگہوں پر حملہ کرکے ان پر قبضہ کرنے کی ناپاک کوشش کی، سامراج کے ان علمبرداروں نے اسلامی ممالک میں اپنے سامراجی دور میں اپنے تمام علمی، سیاسی اور اقتصادی حربے مسلمانوں کی طاقت کو توڑنے اور ان کے اندر شکست خوردگی کا احساس پیدا کرنے اور ان کے اتحاد کو افتراق میں بدلنے کے لئے استعمال کئے، مسلمانوں میں اس طرح کے احساسات پیدا کرنے کے لئے انہوں نے کتابوں کے ساتھ تعلیم، تربیت، علم اور میڈیا کو اپنا ذریعہ بنایا اور ساتھ ساتھ مسلمانوں کے غصہ کو بھڑکانے، ان کو وقتی جوش دلانے اور ان کے ایمان کو جانچنے کے لئے انہوں نے فنی طریقے بھی اختیار کئے، خاص طور پر انہوں نے فلموں کو اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے استعمال کیا اور مغربی فلموں نے اسلام اور مسلمانوں کی غلط تصویر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا، ایک فلم کا نام ہے "Dance of the Seven Veils" یہ فلم مسلمانوں کے صرف منفی پہلو کو اجاگر کرتی ہے اور فلم ہالی وڈ کی ہے۔

۱۹۲۱ء میں ایک دوسری فلم ریلیز ہوتی ہے جس کا نام "The Sheik" ہے، ۱۹۲۴ء میں "A

"Cafe in Cair" نامی فلم تیار ہوتی ہے، ۱۹۲۸ء میں "The Desert Bride" کے نام سے ایک فلم ریلیز ہوتی ہے، یہ تمام فلمیں وہ فلمیں ہیں، جن میں عربوں کی غلط تصویر پیش کی گئی ہے، ان کو تشدد پسند دکھایا گیا ہے، رقص وسرور کا دلدادہ اور عورتوں کو اغوا "Kidnap" کرنے والا بتایا گیا ہے، اس طرح کی فلموں کی تعداد ۷۸ تک پہنچتی ہے۔

۱۹۶۲ء میں ایک فلم "Phoenix" نام کی ریلیز ہوئی، اس میں مسلمانوں کو بے ضمیر دکھلایا گیا ہے، فلم کی کہانی کچھ اس طرح ہے کہ لیبیا کے صحرا میں ایک جہاز گرتا ہے، جہاز کا پائلٹ اور مسافر عرب قافلہ سے مدد طلب کرتے ہیں، لیکن مسلمان بجائے مدد کرنے کے ان مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں اور پائلٹ کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیتے ہیں۔

۱۹۶۶ء کو ایک دوسری فلم "الخروج" نامی ریلیز ہوئی، اس کی کہانی ایک ۱۵ سالہ اسرائیلی دوشیزہ کے ارد گرد گھومتی ہے جو عرب نژاد ایک مسلمان کے ہاتھوں بے دردی سے ماردی جاتی ہے۔

۱۹۶۶ء ہی میں اسی طرح "Elegant Shadow Cast" نامی فلم ریلیز ہوئی تھی، جس میں یہ دکھایا گیا کہ عرب ایک اسرائیلی دوشیزہ کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو سامنے رکھ کر کس طرح خوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۱۹۷۳ء میں عربوں کے تیل کے ذخیرہ کے مالک ہونے کے بعد (Jane Fonda) نامی عورت جس نے ویتنام کی جنگ کا انکار کیا ہے اور "Role Offer" نامی فلم میں ہیروئن کا کردار ادا کیا ہے، اس فلم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عرب مذہبی معاملات میں بہت تنگ نظر ہیں اور عورت کے سخت دشمن ہیں اور وہ یورپی تہذیب کو ڈھا دینے پر کمربستہ ہیں۔

۱۹۷۵ء میں "The one and the Eleven" نامی فلم ریلیز ہوئی، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربوں نے ایک خاتون کو اغوا کر لیا اور امریکی صدر سے فدیہ کی رقم کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

۱۹۷۷ء میں "نیٹ ورک" نامی فلم جو ریلیز ہوئی تھی، اس میں دکھایا گیا کہ عرب امریکا پر قبضہ کر چکے ہیں اور بہت تنگ نظری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

۱۹۷۷ء میں "بلیک سنڈے" نامی فلم ریلیز ہوئی، اس میں دہشت گردی کو موضوع بنایا گیا اور اس کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کچھ مسلمان ایک پارک میں فٹ بال کھیلنے گئے کچھ بچوں کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں، لیکن اسرائیلی پولیس افسر نے ان کے اس منصوبے کو ناکام کر دیا اور ان بچوں کو ان کے شر سے بچالیا۔

۱۹۸۲ء میں ریلیز ہونے والی فلم "Wrong Is Right" میں دکھایا گیا ہے کہ ایک عرب بادشاہ دو نیوکلیائی بم انقلابیوں کے حوالے کرتا ہے تاکہ وہ اس کو اسرائیل اور نیویارک میں گرادیں، لیکن امریکی صدر ان کی سازش کو ناکام کر دیتا ہے۔

۱۹۸۲ء میں ہی ریلیز ہونے والی "Desert" نامی فلم میں یہ دکھایا گیا کہ ایک شیخ نے ایک دوشیزہ پر جادو کیا اور پھر اس کو اغوا کر لیا۔

ہالی وڈ نے مسلمانوں کو غاصب، انتہا پسند اور تمام برائیوں کی جڑ دکھایا ہے، اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ دنیا میں تخریب کاری کا مشن لے کر آئے ہیں، اس پروپیگنڈا میں اس کا ساتھ صرف میڈیا اور فلم انڈسٹری نے ہی نہیں بلکہ ٹیلی ویژن نے بھی دیا۔

"Road to Makkah" نامی فلم میں ہیرو کو جو امریکا کی خفیہ ایجنسی کا ایک افسر ہے اس کو عالمی تجارتی مرکز پر حملہ کے موقع پر حملہ کا مجرم مسلمانوں کو قرار دیتے ہوئے اور کہتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ یہ عرب شیخ اور ان کے معاونین ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان ہیں اور ہم کو ہلاک کر کے ہی وہ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں، پھر وہ افسر مسلمانوں کو مغلظات بکنے لگتا ہے اور فلم کے اختتام میں یہ عرب شیخ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں، تلاوت کے بعد وہ یہ کہتے ہیں: "دھماکوں کا انتظار کرو۔"

"American Jihadi" نامی فلم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دنیا میں پیش آنے والے حادثات اور دنیا پر منڈلاتے خطرات کے بادل کے ذمہ دار صرف یہی عرب ہیں۔

ہالی وڈ نے اپنی فلم "Blocked" میں (جس کی بڑے پیمانے پر تشہیر کی گئی) یہ دکھایا کہ عربوں کی فطرت ہی میں دہشت گردی کا عنصر شامل ہے، قتل و غارت گری ان کے خون میں داخل ہے، تشدد اور انتہا پسندی ان کی موروثی صفات ہیں، وہ جانباز امریکی فوجیوں کی ہمت اور شجاعت کی وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔

"Sword of Islam" نامی فلم میں (جس کو امریکا میں پانچ سال تک پردہ پر دکھایا جاتا رہا) یہ دکھایا گیا ہے کہ اسلام دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی تعلیم دیتا ہے، وہ تہذیب و تمدن اور ترقی کا دشمن ہے، اسی فلم میں مسلمانوں کی جانب سے قتل و غارت گری کے کچھ نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ (بحوالہ الحق و آخر)

مغربی میڈیا مسلمانوں کے غصہ کا سبب بننے والے محرکات پر غور کرنے کے بجائے اور اس طرح کی مذموم حرکت کرنے والوں کو کلین چٹ دیتے ہوئے سارا قصور مسلمانوں کے سر تھوپ دیتا ہے، مغربی میڈیا نے اور یورپی ممالک کے حکمرانوں نے مسلمانوں کی جوابی کارروائی کو دہشت گردی اور تشدد پسندی سے تعبیر کیا ہے۔

مہذب، باادب اور بااخلاق لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس طرح کے واقعات کے رونما ہونے پر

فوراً اس کے خلاف آواز اٹھائیں، مجرموں کی گرفتاری کو یقینی بنائیں اور اس طرح کے واقعات پھر رونما نہ ہوں، اس کے لئے سنجیدہ اقدامات کئے جائیں اور عملی تدابیر اختیار کی جائیں۔

یورپ اور پوری دنیا جانتی ہے کہ مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتے ہیں، وہ اپنی جانیں آپ ؐ کے دفاع میں قربان کرنے کے لئے ہروقت تیار رہتے ہیں، یہی ان کے ایمان کی علامت اور ان کے سچے مسلمان ہونے کی پہچان ہے، مسلمانوں نے بارہا اس کا مظاہرہ بھی کیا ہے جب جب آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی مذموم کوشش کی گئی، مسلمانوں نے خوشی خوشی اپنی قربانی پیش کردی۔

تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جو آپ ﷺ کے تعلق سے مسلمانوں کے غیرت، حمیت اور محبت کو جانچ سکے، مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر ہروقت جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں اور پورا یورپ یہ بھی جانتا ہے کہ اس طرح کی ناپاک کوششوں پر کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں، کتنے انسان موت کا لقمہ بن جاتے ہیں، پھر بھی یورپ بار بار یہ عمل دہراتا رہتا ہے، میڈیا کو اپنے اغراض کے لئے استعمال کرتا رہتا ہے، میڈیا بھی اپنے مقصد سے بے پرواہ اور اپنی ذمہ داری سے غافل ہوکر غلط ہاتھوں استعمال ہوتا رہتا ہے، یقیناً میڈیا آزادی رائے کے معنی بھول چکا ہے۔

کیا زبان درازی کرنا، بلند اقدار پر کیچڑ اچھالنا، عقائد کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کرنا، مقدس جگہوں کی بے حرمتی کرنا بھی آزادی رائے کا مطلب ہے؟ کیا یہی مغربی تہذیب کی علامت ہے؟ اس طرح کی یورش کرنے والے تحریکوں کا ظہور پذیر ہونا خلاف عقل نہیں ہے، اس لئے کہ ہر معاشرہ میں اچھے برے دونوں طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں، گالی دینے والے بھی ہیں اور محبت بانٹنے والے بھی اور مثل مشہور ہے: "برتن سے وہی چیز چھلکتی ہے، جو اس کے اندر ہوتی ہے" ہم کسی کو بھی گمراہ کن اور حاسدانہ خیالات کو باہر لانے سے نہیں روک سکتے، لیکن جس معاشرہ میں یہ واقعات رونما ہوں اس معاشرہ کے ہر شریف شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے قول سے اور عمل سے اس پر نکیر کرے اور اپنی برأت ظاہر کرے۔

افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس طرح کی گندی اور ناپاک کوششیں بار بار ہورہی ہیں اور ان پر کوئی نکیل نہیں کسی جارہی ہے بلکہ ان کو آزادی رائے کی آڑ میں جواز کا درجہ دے دیا گیا ہے، جب کہ اندرونی معاملات میں آزادی رائے کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں کی گئی ناپاک اور مذموم حرکت پر مسلمان بھڑک اٹھے، انہوں نے اپنے غصہ کا اظہار بھی کیا، احتجاج بھی کیا، بڑے پیمانے پر کیا، مگر امن کا دامن تھامے رہے، کیونکہ وہ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جس کی رحمت سب پر یکساں ہے، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت میں اپنے اور پرائے میں کوئی تفریق نہیں ہے، وہ اس قرآن کے ماننے والے ہیں جس میں رحم دلی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔

جس قرآن میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ: "لا اکراہ فی الدین" (There is no compulsion in religion) پر کاربند ہیں وہ اس قرآن کے ماننے والے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔"

(البقرہ:۱۳۶)

تمام مسلمانوں کا عالمی طاقتوں سے یہ مطالبہ ہے کہ اس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لئے قانون بنایا جائے، عالم اسلامی کے حکمرانوں نے بھی اقوام متحدہ سے یہی مطالبہ کیا ہے، ماضی میں بھی مسلمان اس طرح کے مطالبات کرچکے ہیں، لیکن مغربی ممالک نے ان مطالبات کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور اس بار بھی اس مطالبہ کو عالمی طاقتوں کی تائید نہیں ملی، اس لئے کہ اس طرح کی بدزبانیاں وہی لوگ کررہے ہیں، جن کا دنیا پر تسلط ہے، میڈیا ان کے کنٹرول میں ہے اور بدزبانی کا نشانہ صرف مسلمان ہی بنتے ہیں جب کہ مسلمان تمام ادیان کا احترام کرتے ہیں اور دیگر ادیان کے ماننے والوں اور ان کے پیغمبروں کی پوری عزت کرتے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے کسی دین یا کسی مقدس ہستی کی شان میں گستاخی کی کوشش نہیں کی۔

۵۶ اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے اس طرح کے قانون بنائے جانے کے لئے اقوام متحدہ کو قرارداد بھیجی ہے، جس میں انہوں نے صرف اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے لئے قانون بنائے جانے کی وکالت نہیں کی ہے بلکہ تمام مذاہب اور ان کے ماننے والوں اور ان کی مقدس ہستیوں کے احترام کے لئے قانون بنائے جانے پر زور دیا ہے۔

اس سلسلہ میں عالمی قانون بنائے جانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ ہر انسان امن اور آزادی کے ساتھ بے خوف وخطر زندگی گزار سکے اور اپنے ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکے۔ ☆☆

موبائل فون کو مصیبت نہ بنائیں!

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

دور جدید نئی ایجادات اور سائنسی ترقی کا دور ہے، سائنس نے زندگی کو بہت سہل اور پرتعیش بنا دیا ہے، ہر ایجاد اپنے اندر علم و تحقیق کا ایک گوہر چھپائے ہوئے ہے، مگر ہر ایجاد کے ساتھ ایک بحث ہمیشہ ہوتی ہے کہ اس کے نقصانات زیادہ ہیں یا فوائد؟ کچھ ایسا ہی معاملہ موبائل فون کی ساتھ بھی ہے۔ موبائل فون نے جتنی تیزی سے ترقی کی ہے اور جس طرح یہ بچے بچے کے استعمال میں آیا ہے، ایسا ریکارڈ کسی ایجاد کا نہیں، موبائل فون کا استعمال اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بعض لوگ اس کے بغیر چند لمحے بھی نہیں گزار سکتے اور موبائل کے بغیر خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں، اس خوف کو ''موبوفوبیا'' کا نام دیا گیا ہے، نوجوان نسل تو اب شاید اپنے مشغلے بدل چکی ہے، راستوں، راہوں پر آتے جاتے، گھروں میں بیٹھے، سواریوں میں، کالجز اور یونیورسٹیز کے احاطوں میں ٹہلتے، کھانا کھاتے، پانی پیتے، لیٹتے بیٹھتے، ہنستے بولتے بس انگوٹھے کی ایکسرسائز جاری رہتی ہے، پیغامات آرہے ہیں، پیغامات جارہے ہیں، خاص طور پر ایک سے دوسرے، دوسرے سے تیسرے، چوتھے اور پھر سینکڑوں تک فارورڈ کرنے کا رجحان تو کچھ زیادہ ہی زور پکڑ گیا ہے۔ ایس ایم ایس جسے ابتدا میں گونگے اور بہرے لوگوں کے لئے بطور رابطہ متعارف کرایا گیا تھا، آج ہر ایک کے لئے رابطے کا ایک نہایت طاقتور ذریعہ بن گیا ہے، اب یہ پیغام رسانی کا جدید اور آسان ترین ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ تجارت، کاروبار یہاں تک کہ بینک کاری کے لئے بھی استعمال ہو رہا ہے، لوگ گھر بیٹھے ایک چھوٹے سے ایس ایم ایس کے ذریعہ اپنے اکاؤنٹ کی تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں، بل جمع کرواسکتے ہیں اور اپنی رقوم نکلوا اور جمع کرواسکتے ہیں، کاروباری حضرات اب صرف ایک میسج بھیج کر اپنی اشیاء کی خرید و فروخت کرسکتے ہیں، اس طرح اشتہاروں اور تشہیری مہم کا خرچہ بھی بچتا ہے۔ ایس ایم ایس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایس ایم ایس کے ذریعے کم پیسوں میں دوستوں کے ساتھ رابطہ رہتا ہے، بلاشبہ یہ کام انٹرنیٹ یا لینڈ لائن فون کے ذریعے بھی ہوتا ہے، مگر وہ موبائل کی طرح ہر وقت ہاتھ میں نہیں ہوتا، اس طرح موبائل فون نے خوبصورت لمحوں اور اچھے دوستوں کو مٹھی میں بند کر لینے کا تحفہ دیا ہے۔

ہمارا ملک اس وقت ایسے دور سے گزر رہا ہے جہاں ہر پل بے یقینی کی کیفیت ہے، جب تک بچے اسکول، کالج سے واپس نہ آجائیں، والدین خوف میں رہتے ہیں اور انہیں سکون نہیں ملتا ہے، ایسے ماحول میں موبائل فون رابطے کا ذریعہ بن کر والدین کے اطمینان کا باعث ہے، دیر ہو جائے یا کوئی مسئلہ ہو جائے تو ایک کال یا ایس ایم ایس کے ذریعے گھر والوں کو فوری مطلع کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ آج کل ایس ایم ایس میں اقوال زریں اور خوبصورت اور دل کو چھو لینے والی باتیں ایک دوسرے کو بھیجنے کا رجحان عام ہو رہا ہے، اسی طرح مختلف معلومات سے بھرپور میسج بھی سامنے آتے ہیں، جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کے بجائے منفی استعمال زیادہ کرتے ہیں۔ دراصل کسی بھی چیز کے فوائد اور نقصانات کا انحصار ان ایجادات سے مستفید ہونے والوں پر ہوتا ہے کہ وہ اسے انسانیت کی خدمت اور سہولت کے لئے استعمال کر رہے ہیں یا الٹا وہ اس کے لئے مصائب کا باعث بن رہی ہے۔ موبائل اور ایس ایم ایس کے جہاں اتنے فوائد ہیں، وہاں ان کا غلط استعمال معاشرے پر منفی اثرات بھی مرتب کر رہا ہے۔

بعض لوگ دوسرے لوگوں کو ڈرانے دھمکانے والے ایس ایم ایس کرکے پریشان کرتے ہیں اور انہیں ہراساں کرکے ان کے ذہنی اضطراب کا باعث بنتے ہیں۔ ایس ایم ایس کرتے کرتے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں کے استعمال سے ہم دونوں زبانوں کو ایک ملغوبہ سا بناتے جارہے ہیں، یہاں تک کہ پرچہ حل کرتے وقت بھی طالب علم اکثر ایس ایم ایس میں استعمال ہونے والی زبان استعمال کرتے ہیں اور اردو کے ہجے اور انگریزی کی اسپیلنگ غلط لکھ کر اپنے نمبر کٹوا بیٹھتے ہیں، اس کے علاوہ کلاس رومز میں اکثر طلبا لیکچرز پر توجہ دینے کے بجائے موبائل پر میسج کرنے میں مصروف رہتے ہیں، تعلیمی اداروں میں ان موبائل فونز کی بدولت جہاں کبھی طلبا کے گروہ درمیان میں کتاب رکھ کر ایک دوسرے کو سمجھاتے اور پڑھتے نظر آتے تھے، اب طلبا اپنے موبائل کے ذریعہ

ایک دوسرے کو مختلف لطائف، شعروشاعری اور فضول پیغامات بھیجنے کی مشقیں کرتے نظر آتے ہیں۔ موبائل میسجز اور کالز سے جنس مخالف کے ساتھ دوستیاں پروان چڑھ رہی ہیں، جن کا انجام اکثر پریشان کن ہوتا ہے، میسجز کے ذریعے کوئی بھی فحش بات یا لطیفہ منٹوں میں پھیل جاتا ہے اس طرح نوجوان نسل اخلاقیات کو فراموش کرکے بے راہ روی کی طرف بڑھ رہی ہے، بعض لوگ میسجز کا استعمال لوگوں کو لوٹنے اور دھوکا دہی کے لئے بھی کرتے ہیں، بعض گھروں میں والدین موبائل پر مصروف رہتے ہیں اور بچوں کو وقت نہیں دیتے لورا سی طرح یعنی گھروں میں بچے ہر وقت موبائل کے ساتھ کالز اور میسج کرنے میں مگن رہتے ہیں، بجائے اس کے ماں باپ، بہن بھائیوں کو وقت دیں ان سے گفتگو کریں، نتیجتاً آپس میں فاصلے بڑھ رہے ہیں، کہیں ماں باپ بچوں سے ناراض ہیں تو کہیں بچوں کو ماں باپ سے شکایات ہیں، اس طرح بالواسطہ طور پر موبائل اور ایس ایم ایس کا خبط خاندانی نظام کی تنزلی کا سبب بھی بن رہا ہے۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو موبائل اور موبائل میسج کا صحیح استعمال کرنے والے کم اور غلط استعمال کرنے والے زیادہ ہیں، اگرچہ سائنس کی اس نعمت سے انکار ممکن نہیں کہ اس کی بدولت ہم پوری دنیا کو جیب میں لئے پھرتے ہیں، مگر شاید اس سہولت کے بامقصد اور مفید استعمال کے لئے ہمیں تھوڑی سی تربیت کی ضرورت ہے۔ والدین کو چاہئے کہ بچوں کو موبائل فراہم کرتے وقت اس کے مثبت استعمال کی بھی تلقین کریں اور سب سے بڑھ کر تو ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرے میں نیکی اور بدی کا شعور اجاگر کیا جائے، کیونکہ جب انسان کو اچھائی اور برائی کی تمیز ہوگی جب ہی وہ کسی ایجاد یا تحقیق سے مستفید اور اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ☆☆

ذہنی غلامی

آغا صادق

میں انگریزی میں ہنستا ہوں، میں انگریزی میں روتا ہوں
میں انگریزی ادا سے جاگتا ہوں اور سوتا ہوں
میرا کھانا ہے انگریزی، میرا پینا ہے انگریزی
مرا مرنا ہے انگریزی، میرا جینا ہے انگریزی
مجھے غصہ بھی آتا ہے تو انگریزی میں آتا ہے
کہ بندہ شدت جذبات میں انگلش چباتا ہے
زبان مادری مطلق نہیں مجھ کو پسند آتی
مری اردو میں انگریزی بھی ہے اکثر دو چند آتی
میرا مفہوم میرے دل کے اندر ہی نہاں رہتا
اگر پڑھتا نہ انگریزی تو شاید بے زباں رہتا
کوئی محسوس کرتا ہو مگر میں فیل کرتا ہوں
تشکر کے لئے میں تھینک یو کہہ کر گزرتا ہوں
کوئی آوازہ کستا ہو، یہ بندہ ہوٹ کرتا ہے
مناسب کے لئے میں پوچھتا ہوں، سوٹ کرتا ہے
یہ انگریزی نما اردو ہے اب طرز سخن میرا
کہ اس کی خوشہ چینی ہے کمال علم و فن میرا
متاع عشوہ ہائے مغربی پر مجھ کو غرہ ہے
کمال مشرقی سے اب میرا دامن معرا ہے
ادب گاہ فرنگی سے ہدایت گر نہ ہو جاری
تو لقمہ توڑنا کیا، سانس تک لینا بھی ہو بھاری
اشارہ ہو تو چلتا ہوں اشارہ ہو تو رکتا ہوں
اٹھاتے ہیں تو اٹھتا ہوں، جھکاتے ہیں تو جھکتا ہوں
مجھے فرصت نہیں، پوچھوں کہ اس میں مصلحت کیا ہے
یہ کورانہ روش ذہنی غلامی کا تقاضا ہے
میری فطرت کے ہر پہلو میں روشن ہے چراغ ان کا
دل ان کا، روح ان کی، جسم ان کا اور دماغ ان کا

خبروں پر ایک نظر

صحابہ کرامؓ نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کے خلاف جہاد کیا: مولانا شکور احمد

کراچی… عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ہر اسلامی مہینے کی تیسری جمعرات کو جامع مسجد باب رحمت پرانی نمائش میں دینی مدارس کے طلبا، اسکول، کالجز کے طلبا اور کارکنانِ ختم نبوت کے لئے تربیتی نشست منعقد کی جاتی ہے، جس میں مختلف مدارس کے اساتذہ کرام کو خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۶ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب تا عشاء پروگرام کا انتظام کیا گیا، جس میں حضرت مولانا شکور احمد مدظلہ استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن نے طلبا کی کثیر تعداد سے خطاب کیا۔ حافظ نعیم الرحمٰن (جامعہ فاروقیہ) کی تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ عزیز طلبا اور غیرتمند نوجوانو! آج آپ حضرات کے سامنے ”تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری“ کے عنوان پر کچھ عرض کرتا ہوں۔ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے، جس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ ہے، اس زمانے میں مختلف فتنے برپا ہیں، ان میں سے ایک فتنہ قادیانیت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم وصف ختم نبوت کو داغدار کرنا چاہتے ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں یہ فتنہ انگریز کی سرپرستی میں اٹھا تھا۔ اس کے بانی کا نام تو مرزا غلام احمد تھا، لیکن اصل میں یہ غلام انگریز ہے۔ آج تک امریکا اور برطانیہ کی سرپرستی میں یہ فتنہ کام کررہا ہے۔ ہم نے اس کی سرکوبی کے لئے کام کرنا ہے، ہمارے اکابر نے تو اپنی جانوں تک کی قربانیاں دے دیں اور ہمیں یہ پیغام دے گئے کہ جب تحفظ ختم نبوت کی بات آئے تو اپنی جانوں کی قربانیاں دے دینا، لیکن اس پر سمجھوتہ نہ کرنا۔

صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے زمانے میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کیا۔ یہ فتنہ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر براہ راست حملہ ہے، میں نے پنجاب میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور بنوری ٹاؤن کراچی میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے تردید قادیانیت پر مناظرہ پڑھا ہے۔ ہمارے ان اکابر نے نوجوان طلبا کو دلائل وبراہین سے اس فتنہ کا سر کچلنے کے لئے تیار کیا ہے۔

میرا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی قادیانیت کے خلاف بات ہو تو مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی ذات پر گفتگو کریں۔ اس کی ذات ایسی ہے کہ صبح کچھ کہتا ہے اور شام میں کچھ اور کہتا ہے۔ کبھی خود کو داعی اسلام، مناظر اسلام کہا، پھر خود کو عیسیٰ بن مریم کہا، ترقی کرتے کرتے آخر میں خود کو محمد رسول اللہ کہہ دیا۔ نعوذ باللہ! اس نے خود کو اللہ کی بیوی کہا، پھر آگے چل کر کہا کہ مجھے حمل ہوگیا، اس کے اوٹ پٹانگ دعاوی ایسے ہیں کہ عقل سر پیٹ لے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل گوہر شاہی کھڑا ہوا، اس فتنہ نے بھی ختم نبوت کے عقیدے پر ضرب لگائی، میں تو اس کو گوبر شاہی کہتا ہوں۔ یہ سب انگریز کے وفادار اور اسلام کے دشمن ہیں۔

حضرت مولانا مدظلہ نے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے، انہوں نے مزید کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ: یا اللہ! مجھے آخری امت میں بھیج دے، اللہ نے قبول نہیں کی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دعا کی تو اللہ نے قبول فرمائی، چنانچہ قرآن میں بھی واضح ہے کہ قرب قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں تشریف لائیں گے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں اور اسلام چہار سو پھیل جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں تشریف لائیں گے، مگر آپ نبی نہیں ہوں گے، لیکن ان کو پروٹوکول نبی والے دیئے جائیں گے، جیسے پنجاب کا گورنر سندھ آئے تو وہ یہاں اپنا حکم تو نافذ نہیں کرسکتا لیکن اس کو حیثیت گورنر والی ہی دی جاتی ہے۔

مولانا نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین تھا، اس کے مرنے پر قادیانی دو گروہوں میں بٹ گئے، کیونکہ کچھ لوگ مرزا کے بیٹے مرزا محمود کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، مگر ان کی جماعت کا سینئر کارکن محمد علی لاہوری خود سربراہ بننا چاہتا تھا، بس یہ دو حصوں میں بٹ گئے۔ چنانچہ یہ دونوں گروپ ختم نبوت کے منکر ہیں اور دونوں ہی کافر ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ یہ مولوی بس لوگوں کو کافر بناتے ہیں، کبھی کسی کو مسلمان بنایا ہو تو بتاؤ؟ میں کہتا ہوں کہ جو صریح آیات قرآنیہ کا انکار کریں، احادیث نبوی کو جھٹلائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کریں، کیا ایسے لوگ مسلمان رہ سکتے ہیں؟ مولوی کافر بناتے نہیں بلکہ بتاتے ہیں۔ ہم سب کو چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جان و مال اور سب کچھ وقف کردیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم تحریک سے وابستہ ہوجائیں، یہ کوئی سیاسی تحریک نہیں ہے، یہ لوگ ووٹ نہیں مانتے، یہ اسمبلیوں میں نہیں جانا چاہتے، یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کا تحفظ چاہتے ہیں۔

تقریب تکمیلِ قرآن کریم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شاہ لطیف ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد اقصیٰ مرکز ختم نبوت میں ایک روح پرور تقریب تکمیل حفظ قرآن کریم کا پروگرام منعقد ہوا۔ جامع مسجد اقصیٰ میں قائم مدرسہ کے ایک طالب علم محمد فیصل حارث نے حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی، پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب حافظ محمد سلیم کی تلاوت سے ہوا۔ مقامی حفاظ اور نعت خواں حضرات نے تلاوت ونعت رسول مقبول سے لوگوں کو خوب گرمائے رکھا۔ نقابت کے فرائض ہر دل عزیز خطیب محترم جناب مولانا احسن رعجہ نے سرانجام دیے۔ بعد نماز عشاء ملک عزیز پاکستان کی فن قرأت میں نامور ومعروف شخصیت حضرت مولانا قاری احسان اللہ نقشبندی نے تلاوت کلام پاک پیش کی۔ حافظ عبدالقادر نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعدازاں جامع مسجد قبا کے خطیب مولانا عبداللہ شاہ نے عظمت قرآن کریم پر جامع، ولپذیر ولولہ انگیز خطاب کیا، سامعین خوب متوجہ رہے، معروف نعت خواں حافظ عبداللہ عبدالقادر نے حمد ونعت اور عظمت صحابہ کرامؓ پر کلام پیش کیا۔ اس کے بعد خوش بخت وخوش نصیب طالب علم محمد فیصل حارث نے منتخب مقامات میں سے کلام پاک کی تلاوت کی۔ مولانا عبدالماجد، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر مقامی علماء کرام نے بچے کی دستار بندی کی اور اسے دعاؤں سے نوازا۔

پروگرام کے آخری مقرر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا اور پروگرام میں شریک سامعین سے قرآن کریم اور صاحب قرآن اور فکر آخرت کے وسیع عنوان پر خطاب کیا۔ مولانا نے کہا کہ ہمیں حضور نبی کرم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت قرآن کریم جیسی عظیم نعمت ملی ہے۔ قرآن کریم ایک عالمگیر اور بے مثال کتاب ہے۔ قرآن کریم کا پیغام محبت ہر عام وخاص کے لئے یکساں مفید ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے وقت کی اہم ترین ضرورت ہے لہٰذا ہر مسلمان اس بات کی طرف متوجہ ہو کر قرآن کریم پر عمل پیرا ہونے کی فکر کرے، پروگرام لے جملہ انتظامات میں اہل علاقہ نے بھرپور حصہ لیا۔ خصوصاً بھائی محمد حارث اور ان کے عزیزان گرامی قاری راشد عمر مدرس مدرسہ ہذا، حافظ محمد حزل، پروگرام کے اصل روح رواں مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ جو اپنے والد گرامی کی اچانک رحلت کی وجہ سے پروگرام میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ پروگرام کی صدارت مجلس کے محب خاص مولانا عبدالماجد نے کی اور پروگرام کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کے والد محترم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ پروگرام میں مقامی علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی جن میں خاص طور پر مجلس کے رہنما مولانا عبدالرزاق ہزاروی، مولانا نورحسن، مولانا عادل، مولانا محمد صالح، مولانا طارق اور دیگر احباب نے شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ پروگرام کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر
مون لائٹ کارپٹ
فیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ
این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

دنیا بھر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں عروج پر ہیں: ابوالخیر محمد زبیر

حیدر آباد (بیورو رپورٹ) جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر صاحبزادہ محمد زبیر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کالی موری روڈ پر ختم نبوت کانفرنس سے خطاب میں قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کرتے ہوئے ختم نبوت اور توہین ناموس رسالت کے قوانین سے موت کی سزا ختم کرنے کی حکومتی اعلانات کے خلاف بھرپور تحریک چلانے کا عندیہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ ختم نبوت کا قانون ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بنا تھا، لہٰذا اس قانون کا تحفظ پیپلز پارٹی کی اولین ذمہ داری ہے، وہ اپنی پارٹی کے بانی کی خدمات کا تحفظ کرے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں اپنے عروج پر ہیں اور پاکستان میں ان کے ایجنٹ ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں، انہیں دوبارہ مسلمان قرار دینے کی سازشیں بھی کی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء میں ہمارے اکابرین نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور دستور میں واضح کر دیا کہ وہ اپنے نظریات کی تبلیغ اور شعائر اسلام کا استعمال نہیں کر سکتے جبکہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قانون مرتب کیا جس کے بعد پوری دنیا پر آشکار ہوگیا تھا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بعد دنیا بھر میں اسلامی ممالک نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا گیا کہ ایک تنظیم کے سرپرست نے اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت آگئی تو وہ قادیانیوں کی مسجد بنائیں گے یعنی ان کی نظر میں قادیانی مسلم ہیں اور یہ فتنہ کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور کسی جھوٹے نبی سے دعویٰ نبوت کے لئے دلیل مانگے تو وہ بھی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لہٰذا جو ختم نبوت کے منکرین قادیانیوں کو مسلم سمجھے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ انہوں نے کہا کہ قانون ختم نبوت اور ناموس رسالت میں تبدیلی کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ کے اشارے پر موت کی سزا ختم کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں اگر حکمرانوں نے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قوانین سے موت کی سزا ختم کی تو غلامان مصطفیٰ سر پر کفن باندھ کر میدان عمل میں نکل آئیں گے اور تحریک ناموس رسالت کے پلیٹ فارم سے ان سازشوں کا مقابلہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء)

علماء کرام وطلباء کے بہیمانہ قتل میں ملوث عناصر دینی مدارس کی مقبولیت سے خوفزدہ ہیں: مرکزی ناظم اعلیٰ

حفظ قرآن کی تقریب میں خطاب

ساہیوال..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا ہے کہ اسلام دشمن لابیاں ثقافت کی آڑ میں فحاشی و عریانی اور لذت پرست معاشرے کو جنم دے رہی ہیں۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار کے حامل دینی مدارس اور علماء کرام پر نکتہ چینی اور انہیں ہدف تنقید بنانے میں این جی اوز ورکرز گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ علماء کرام اور طلباء کے بہیمانہ قتل میں ملوث عناصر دینی مدارس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ ہیں۔ قرآنی علوم و معارف اور دینی تعلیمات کی چھاؤنیاں قیامت تک آباد و شاد رہیں گی۔ وہ یہاں مدرسہ دارالقرآن پاکپتن چوک ساہیوال میں ''حفظ القرآن'' کی منعقدہ تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ تقریب میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد فاروق، مولانا نور محمد، قاری عبدالجبار، محمد آصف راجپوت، مولانا محمد عمران اشرفی اور قاری محمد عثمان المالکی سمیت متعدد مذہبی و سماجی شخصیات موجود تھیں۔ صدارت مرکز سراجیہ لاہور کے بانی مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ نے کی۔ نعتیہ کلام مولانا شاہد عمران عارفی نے پیش کیا۔ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ نادیدہ قوتیں پاکستان کو اسلام سے جدا کرنے کے لئے اسلامی دفعات اور فتنۂ قادیانیت کے متعلق آئینی ترامیم کو بلڈوز کرنے کے درپے ہیں۔ ملک کی داخلہ و خارجہ پالیسیوں میں قادیانی مداخلت کے باوجود نصرت الٰہی سے ناموس رسالت کا مشن جاری و ساری ہے۔ قادیانی منصوبہ ساز مسلمانوں کے بنیادی و اجتماعی عقائد کو میڈیا ٹارگٹ کر کے اسلامی اقدار و روایات کا سرعام تمسخر اڑا رہے ہیں۔ تحقیق اسلام کے نام پر نوخیز نسل کو اسلاف اور اسلامی عقائد سے دور کیا جارہا ہے۔ انکار ختم نبوت، سب صحابہؓ اور انکار حدیث جیسے زہرناک فتنوں کی سرکوبی کے لئے ذی استعداد اور صاحب مطالعہ رجال کار تیار کرنا ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کا دفاع کرنا اور صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ کے محاسن و محامد بیان کرنا اپنی قبر کو روشن کرنے کے مترادف ہے۔ تمام فتنوں سے نجات کے لئے ہمیں اسلاف و اکابرین کی تحقیق کو دل و جان سے قبول کرنا ہوگا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر ترین عملدرآمد کرایا جائے۔ کراچی میں دینی مدارس کے علماء اور طلباء کی ٹارگٹ کلنگ کرنے والے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ دینی مدارس و مساجد کی خودمختاری و آزادی کو برقرار رکھا جائے۔ تقریب کی اختتامی دعا حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ نے کرائی۔

نامور عالم دین، ممتاز مناظر علامہ عبدالستار تونسویؒ انتقال کر گئے: اناللہ وانا الیہ راجعون

چار دن نشتر ہسپتال ملتان کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زیر علاج رہے، دارالعلوم دیوبند سے تعلیم پائی

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ سے مناظرے کا علم سیکھا، مولانا مدنیؒ کے بھی شاگرد تھے، مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق ودیگر کی تعزیت

ملتان، تونسہ شریف (نمائندہ خصوصی، تحصیل رپورٹر) ممتاز مناظر، بزرگ عالم دین، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد، فاضل دارالعلوم دیوبند علامہ عبدالستار تونسویؒ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ چسٹ انفیکشن اور گردن توڑ بخار کے باعث گزشتہ چار روز سے نشتر میڈیکل ملتان کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل تھے، جبکہ آخری وقت میں ان کے دل نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ علامہ عبدالستار تونسوی ۱۹۲۶ء میں تونسہ شریف میں پیدا ہوئے، انہوں نے ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث کیا، وہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے مولانا عبدالشکور لکھنویؒ سے لکھنؤ میں اہلسنت والجماعت کے عقائد پر تخصص کیا اور مناظرے کا علم سیکھا، ۶۵ سال دین کی تبلیغ پر صرف کئے، انہوں نے بہت سے معرکۃ الآرا مناظروں میں کامیابی حاصل کی، بہت سی کتابوں کے مصنف اور پاکستان اور دنیا بھر میں ہزاروں علماء کے استاذ تھے۔ انہوں نے ۶ بیٹوں اور ۵ بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا۔ چار بیٹے عالم دین ہیں۔ ان کے ابتدائی اساتذہ میں مولانا خان محمدؒ، مولانا فضل دادؒ، مولانا عبداللہؒ ودیگر شامل ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ۳ بجے سہ پہر تونسہ شریف میں ادا کی جائے گی جبکہ تونسہ شریف میں ہی انہیں سپرد خاک کیا جائے گا۔ مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق، شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا یاسین صابر، مولانا عطاء المہیمن بخاری، مولانا عطاء المومن بخاری، شیخ الحدیث مولانا منظور احمد، مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی محمد رفیع عثمانی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد زرولی خان، مفتی محمد نعیم، مولانا شاہ حکیم محمد اختر، مفتی ابولبابہ شاہ منصور، مفتی حبیب الرحمن، مولانا سیف الرحمن، مفتی محمد سلیم، حافظ حسین احمد، مولانا عبدالعزیز حیدری، مولانا اجمل قادری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا الیاس گھمن، مولانا عبیداللہ، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا مجیب انقلابی، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا مکی حجازی، ڈاکٹر سعید عنایت اللہ، مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی ودیگر علماء کرام نے علامہ عبدالستار تونسویؒ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار، دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ علماء کرام نے اپنے الگ الگ بیانات میں علامہ عبدالستار تونسویؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم کی تمام زندگی اسلام کی اشاعت، عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس صحابہ کرامؓ کے تحفظ کرنے میں گزری۔ انہوں نے کہا کہ مولانا عبدالستار تونسویؒ نے ہمیشہ آئین و قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے دلائل کے ساتھ باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو شکست دی، ان کی وفات عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے، انہوں نے کہا کہ مرحوم تمام زندگی اپنے استاد علامہ عبدالشکور لکھنویؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شبانہ روز اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۲ دسمبر ۲۰۱۲ء)

اکابر احرار کی دینی وتحریکی خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

چیچہ وطنی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا ہے کہ اکابرین احرار کی دینی وتحریکی خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے۔ فتنۂ قادیانیت کے خلاف احراری جراتمندی اور رگوں میں احراری خون نے تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن کو آگے بڑھانے کے لئے بنیادی کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام کے اکابرین نے انگریزی سامراج اور ان کے پیدا کردہ قادیانی فتنہ کے خلاف عشق رسالت سے سرشار افراد کی تربیت کی، وہ یہاں مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کی رہائش گاہ پر دیئے گئے اعزازیئے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی اور حافظ حبیب اللہ چیمہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام کو سمجھنا، سمجھانا اور اسلام کو معترفین ومخالفین سے بچانا امت مسلمہ کے اہل علم پر فرض ہے۔ آزادی رائے کی آڑ میں جو منہ میں آئے بکنا اور جو دل میں آئے لکھنا یہ کفریہ طاقتوں کا بدترین مزاج ہے۔ علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کے قائدین کو دینی مدارس کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ سامراجیت نے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد مٹانے اور مسلمانوں کے خلاف جذبۂ عناد پیدا کرنے کے لئے قادیانیت جیسے اسلام کش فتنے کو پیدا کیا۔ حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے حضرت مدظلہ کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304